143

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 15-نومبر 2005

1- تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2- سوالات (محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

3- غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو پیش ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

4- مسودہ قانون (جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

حصہ سوم

5- قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ چہارم

6- عام بحث

145

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

منگل، 15-نومبر 2005

(یوم الثلاثہ، 12-شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 28 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 25

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاo اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! on his behalf Question No 749 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 749 دریافت کیا)۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آبادی میں واقع ستوکتلہ ڈرین کو کور کرنا

*749: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ستوکتلہ ڈرین ماڈل ایکسٹینشن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن کی انتہائی گنجان آباد آبادیوں سے گزرتی ہے اور ان تمام آبادیوں کے سیوریج کا پانی اس ڈرین میں ہی ڈالا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور سیکٹر C-1 ٹاؤن شپ کے قریب بڑے سیوریج پمپنگ سٹیشن اس پر قائم ہیں اور اس ڈرین کے ڈھانپے نہ ہونے کی وجہ سے شدید بدبو نے تمام ملحقہ آبادیوں کی فضا خراب کر رکھی ہے؟

(ج) کیا اس ڈرین کو ڈھانپنے یا کم از کم گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ ایریا میں جہاں جگہ موجود ہے اس کے ارد گرد گھنے درخت لگا کر شہریوں کو بدبو سے نجات دلانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور سیکٹر C-1 ٹاؤن شپ کے قریب سیوریج پمپ سٹیشن اس پر قائم ہیں۔ جہاں تک ڈرین کو ڈھانپنے کا تعلق ہے مندرجہ ذیل تکنیکی وجوہات کی بناء پر ایسا کرنا مناسب نہ ہے۔

1۔ ستو کتلہ ڈرین کی اوسط چوڑائی 80 فٹ اور لمبائی 30 کلومیٹر ہے۔ یہ ڈرین کینٹ ایریا (ایئرپورٹ) سے شروع ہو کر والٹن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن اور رائیونڈ کے دیہی علاقہ جات سے گزر کر ہڈیارہ ڈرین میں گرتی ہے اتنی بڑی ڈرین کو ڈھانپنے کے لئے بہت زیادہ رقم درکار ہو گی۔

2۔ ڈرین کو ڈھانپنے سے صفائی کرنا مشکل ہو گا کیونکہ اس کی صفائی کے لئے مشین استعمال ہو گی۔

3۔ ڈرین کو ڈھانپنے سے ناجائز قبضہ جات کے خدشات بڑھ جائیں گے۔ بدبو کو کم سے کم پھیلنے کے لئے محکمہ اس کے بہاؤ کو درست رکھتا ہے اور باقاعدگی سے صفائی ہوتی رہتی ہے۔

(ج) ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن ایریا میں ڈرین کے دونوں جانب جگہ موجود ہے۔ P.H.A نے پچھلے دو سال میں اس نالے پر 735 پودے لگائے ہیں اور جہاں کہیں جگہ موجود ہے وہاں پر اس موسم میں 850 پودے لگانے کا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ کہا تھا کہ یہ نالہ ٹاؤن شپ سے گزرتا ہے اور جس طرح pollution، گندگی اور بدبو کا حال اس کی قریبی آبادیوں کے درمیان ہے اور جو آدمی وہاں سے گزرتا ہے یا جو لوگ وہاں پر رہتے ہیں وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہاں پر سونا اور رہنا کتنا مشکل ہے۔ یہ گورنمنٹ کی priority ہونی چاہئے کیونکہ یہ آلودگی کے متعلق ہے اور صفائی کے بھی متعلق ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ اس نالے کو کب تک بہتر طریقے سے ڈھانپ دیں گے، اس کو cover کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور C-1 ٹاؤن شپ کے قریب سیوریج پمپ سٹیشن اس پر قائم ہے اور واسا نے نیسپاک کو

پورے ساؤتھ لاہور کی سیوریج اور ڈرینج کی ماسٹر پلاننگ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کیا ہے اور کنسلٹنٹ نیسپاک نے اس project کی study کا بنیادی کام مکمل کر لیا ہے اور منصوبے کی feasibility report اسی سال دسمبر کے آخر تک متوقع ہے اور اس study میں کنسلٹنٹ اس ڈرین کے ساتھ بڑے قطر کے ٹرنک سیور لگانے کی تجویز دے رہے ہیں اور اس کنارے پر موجودہ ڈسپوزل سٹیشن کو ختم کرکے اسی سیور میں ڈال دیں گے اور ایک بڑا ڈسپوزل سٹیشن موہلنوال کے نزدیک بنا دیا جائے گا جہاں پانی ٹریٹمنٹ کے بعد دریائے راوی میں ڈالنے کی تجویز ہے۔ جب ڈرین میں گندے پانی کا اخراج بند ہو جائے گا تو بدبو کا مسئلہ مستقل حل ہو جائے گا۔اس کے بعد ستوکتلہ ڈرین صرف بارشی پانی کے لئے مخصوص ہو گی۔ جہاں تک ڈرین کو ڈھانپنے کا تعلق ہے تو مندرجہ ذیل تکنیکی وجوہات کی بناء پر ایسا کرنا مناسب نہ ہے:۔

1۔ ستوکتلہ ڈرین کی اوسط چوڑائی 80 فٹ اور لمبائی 30 کلو میٹر ہے۔ یہ ڈرین کینٹ ایریا (ایئرپورٹ) سے شروع ہو کر والٹن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: کیا ضمنی سوال کے جواب کے لئے written جواب پڑھنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ detail بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ detail نہیں۔ آپ رولنگ دیں کہ ایک سوال کا تحریری جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ ضمنی سوال کا جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی جو ضمنی سوال ہوا ہے وہ اس کا جواب پڑھ رہے ہیں۔ وہ ڈرین جس کی چوڑائی 80 فٹ ہے اور یہ 30 کلو میٹر لمبائی بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جواب تو تین تین سال نہیں آتے لیکن اس ضمنی سوال کا جواب ویسے ہی پہلے آ گیا ہے اور آپ دیکھیں کہ وہ written پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ابھی وہ relevant سوال کی طرف آئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: سپیکر صاحب تسی ایہہ پڑتال کر دیو کہ سوال دا جواب درست دے رہے نیں؟

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ کا سوال یہ تھا کہ۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آبادی کے قریب سے جہاں سے نالہ گزرتا ہے۔ اسے پورا cover کرنا تو بڑا مشکل ہے، میں بھی اس کو مانتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا آبادی سے گزرنے والے نالے کو cover کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ اس کی چوڑائی 80 فٹ ہے اس لئے اس کو ڈھانپنا مشکل ہے۔ وہی جواب دے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ جس طرح پڑھ رہے ہیں وہ جواب میں بھی آیا ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ جنھیں کرنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ وہ صحت عامہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ ٹاؤن شپ کا یہ علاقہ ہے جہاں سے یہ نالہ گزرتا ہے، یہ تھوڑا سا ہے لمبا نہیں ہے۔ وہاں سے جو گزر جاتا ہے وہ بھی محسوس کرتا ہے کہ یہاں پر رہنا کتنا دوبھر اور کتنا مشکل ہے۔ ہم کئی سکیموں پر اتنے پیسے ضائع کرتے ہیں اور اتنے پیسے serve کرتے ہیں تو اگر لوگوں کی صحت کے لئے اور آلودگی کو ختم کرنے کے لئے یہ assurance کروا دیں کہ اس پر غور وخوض کریں گے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ! ارشد محمود بگو صاحب نے جو proposal دی ہے یہ اچھی تجویز ہے تو آپ مختصراً یہ بتادیں کہ کیا محکمہ دوبارہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ چوبرجی میں اسی طرح ڈرین کو ڈھانپا گیا تو وہاں پر پانی کا اتنا بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ جب پانی زیادہ جائے یا بارش زیادہ ہو جائے تو اس میں وہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ہم اس میں یہی تجویز کر رہے ہیں کہ بڑے قطر کے ٹرنک سیور ساتھ لگا دیں گے وہ صرف بارشی پانی ہو گا اور پھر یہ ہے کہ اس کی صفائی کے لئے اس میں مشین ڈالی جاتی ہے اگر اسے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مشین بھی نہیں ڈالی جا سکتی اور اس کے بہاؤ کو

مستقل رکھنے کے لئے اس کی صفائی اور کھدائی بہت ضروری ہے۔ یہی problems ہیں کہ اگر اسے ڈھانپ دیا گیا تو یہ دونوں چیزیں نہیں ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر: اس کی صفائی کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کی صفائی کے لئے باقاعدہ مشین ڈالی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں آلودگی نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: اس کے بہاؤ کو درست رکھنے کے لئے وہ مستقل رہے تو یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ اس میں مشین ڈالی جائے اور محکمہ باقاعدہ اس کی صفائی کرتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کبھی وہاں سے گزرے نہیں ہوں گے، میں وہاں سے گزرا ہوں، وہاں بہت زیادہ بدبو ہوتی ہے۔ فنی لحاظ سے ان کی بات درست ہو گی لیکن وہاں سے بدبو کو تو ختم کیا جائے۔ انسان کا وہاں پر رہنا بہت مشکل ہے لہذا یہ ہمیں بتائیں بدبو کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں وہ کیا سوچ و بچار کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں اسی سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ اگر بارش کا پانی بھی اس میں ہو تو کوئی بات نہیں، جب اس کے ساتھ بڑے سائز کے trunk sewer لگا دیئے جائیں گے تو گندہ پانی اس میں جائے گا ہی نہیں، صرف بارشی پانی جائے گا۔ اس لئے بدبو کا مسئلہ ویسے ہی حل ہو جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: چلیں، جناب سپیکر! یہ ہمیں assurance کرا دیں کہ کب تک یہ منصوبہ مکمل کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: محکمہ جو منصوبہ بندی کر رہا ہے اسے کب تک پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! انشاء اللہ تعالیٰ feasibility report مکمل ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ جنوری کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اندازے سے بتا دیں جنوری میں تو اس پر کام شروع ہو گا پایہ تکمیل تک کب پہنچے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! feasibility report کے بعد PC-1 بھی بنے گا، اس پر تھوڑا وقت تو لگے گا۔

جناب سپیکر: آپ roughly بتادیں کہ اتنا ٹائم اس پر لگ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تقریباً چھ مہینے لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر: تقریباً چھ مہینے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ اس نالے کو cover کرنے سے اس کی صفائی نہیں ہو سکے گی۔ کیا فیصل آباد میں آپ نے جو نالے cover کروا دیئے ہیں اس سے ان کی صفائی بند ہو جائے گی؟ دوسرے نمبر پر جتنے water channels ہیں آپ کی جو نئی سڑک بنی ہے اس پر بھی انہوں نے cover کیا ہے۔ صفائی تو اس کی بھی ہونا ضروری ہوتی ہے کیونکہ اس میں جتنا بھی مٹی یا گند جاتا ہے ان کے جواب کے مطابق آپ کی دو priorities ہو گئی ہیں کہ آپ کچھ جگہ پر cover کر رہے ہیں اور کچھ جگہوں پر cover نہیں کر رہے۔ یا تو آپ ایک uniform policy بنا دیں کہ کسی بھی گندے نالے کو cover ہی نہیں کرنا۔ کیا فیصل آباد میں ساحل ہسپتال میں cover نہیں کیا گیا۔ کیا نڑ والا روڈ پر گندے نالے کے چینل کو cover نہیں کیا گیا؟ اگر اس کو cover کیا گیا ہے تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا کہنا یہ ہے کہ اس کا سائز کم ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اس طرح تو پھر پورا علاقہ ہی بدبو سے مر جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس کا انتظام تو وہ کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: اب تو آپ کے دریا بھی 80,80 فٹ ہی رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا انتظام کر رہے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ستوکتلہ جو ڈرین جو بنیادی طور پر rain water کے لئے یہ ہے۔ اس میں انہوں نے سارے جہاں کا سیوریج ڈال دیا ہے۔ اس کی original planning کے

مطابق یہ rain water drain تھی اس بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے کہ اس کو اس کی original شکل میں بحال کیا جائے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جناب سپیکر!اس میں یہ تھا کہ یہ شاید موجود نہیں تھے۔میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ نیسپاک کو پورے ساؤتھ لاہور کی feasibility کے لئے consultant مقرر کیا ہوا ہے وہ اس کو examine کر رہے ہیں اور ساتھ ہی trunk sewer کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب پھر عرض کر رہا ہوں کہ اس کے ساتھ ہم trunk sewer لگا رہے ہیں۔موہلنوال کے سرے پر سٹیشن ختم کر کے وہاں موہلنوال میں ایک بڑا سٹیشن قائم کر دیا جائے گا اور پھر صرف بارش کا پانی ہی اس میں جائے گا دوسرا پانی انشاء اللہ اس میں نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال جناب حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے،۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف صاحب کا ہے۔وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔اگلا سوال بھی جناب محمد آجاسم شریف کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: سوال نمبر 2439 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

LDA ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے طلباء، داخلوں اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*2439 مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) LDA ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں بچوں کی تعداد سیکشن وائز بیان فرمائیں؟

(ب) پچھلے تین سالوں میں داخلوں کی تفصیل مع تاریخ داخلہ کلاس وائز بتائی جائے؟

(ج) سکول ہذا کے پچھلے تین سال کے آمدن اور خرچ کے گوشواروں کی ہیڈ وائز تفصیل بیان کریں۔کیا ان اکاؤنٹس کا آڈٹ کرایا گیا تو تفصیل بیان کی جائے۔آڈٹ کرنے والے اہلکاروں

کے نام، عہدہ، گریڈ، موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(د) سکول ہذا میں داخلے کی پالیسی / میرٹ اور ترجیحات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سکول ہذا میں بچوں کی اس وقت کل تعداد 1109 ہے۔ کلاس اور سیکشن وائز تعداد کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پچھلے تین سالوں میں داخلوں کی تفصیل مع تاریخ داخلہ کلاس وائز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پچھلے تین سال کی آمدن اور خرچ کے گوشواروں کی ہیڈ وائز تفصیل تتمہ (ج) و (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں، جہاں تک اکاؤنٹس کے آڈٹ کا تعلق ہے، اس سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایل ڈی اے میں گورنمنٹ کے آڈیٹر تعینات ہیں، جن کا انچارج ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آڈٹ ہے، انچارج کا نام سید سہیل شوکت ہے، آڈٹ کرنیوالی ٹیم کے اہلکار وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت جو اہلکار اکاؤنٹس کا آڈٹ کرتے ہیں۔ ان کے نام ظفر اقبال آڈٹ آفیسر، آڈیٹر جاوید چوہان اور غلام سرور ہیں اس کے علاوہ گورنمنٹ کی آڈٹ ٹیم ہر سال ایل ڈی اے کے اکاؤنٹس بشمول سکول کے اکاؤنٹس کا آڈٹ کرتی ہے۔ پچھلے تین سالوں میں جس جس ٹیم نے آڈٹ کیا، ان کے انچارج صاحبان کے نام (1) جاوید اقبال آڈٹ آفیسر، (2) اطہر شاہ آڈٹ آفیسر، (3) محمد اظہار آڈٹ آفیسر ہیں۔

(د) سکول ہذا میں داخلہ پریپ کلاس میں میرٹ / ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ البتہ ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کو ترجیحی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کلاسوں میں جہاں جگہ ہوتی ہے، ٹیسٹ لے کر میرٹ کی بنیاد پر داخلہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا انہوں نے جز (د) میں یہ کہا ہے کہ ایل ڈی اے کے ملازمین کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے لئے کوئی میرٹ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال repeat کر دیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب کے جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ

سکول ہذا میں داخلہ پریپ کلاس میں میرٹ / ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔البتہ ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دوسری کلاسوں میں جہاں جگہ ہوتی ہے ٹیسٹ لے کر میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ایل ڈی اے کے ملازمین کے لئے وہاں پر کوئی میرٹ نہیں ہوگا،انہیں لازمی داخلہ دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ سکول ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔اس میں ان کے بھی بچے جب داخلے کے لئے آتے ہیں تو ان کا بھی ایک میرٹ ہے جو ہمارے پاس موجود بھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ بھی میرٹ پر ہی آتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی ہاں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! ان کے بچوں کا بھی میرٹ پر داخلہ ہوتا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر ایل ڈی اے کے ملازم کا بچہ ہوا تو اسے داخل کر لیا جائے گا۔دوسرا بچہ جو وہاں کا ہی رہائشی ہے علامہ اقبال ٹاؤن میں ہی رہتا ہے اس کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں میرا خیال ہے کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کے جو بچے میرٹ پر نہیں آتے۔ان کا اور ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کا میرٹ علیحدہ ہے اور دوسرے لوگ اوپن میرٹ پر ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: لیکن کوئی تناسب تو ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں بھی یہی عرض کر رہا تھا کہ جو ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کا میرٹ ان کے اپنے اندر بنتا ہے۔جو باہر سے بچے آتے ہیں ان کا علیحدہ کوٹا ہے اس میں ٹیسٹ دے کر وہ بچہ آ سکتا ہے۔دوسری کلاسوں میں بھی اسی طرح جہاں کہیں کوئی جگہ موجود ہو، سیٹ خالی ہو تو اس کا بھی ٹیسٹ لے کر انہیں داخلہ دے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، شکریہ۔

مہر اشتیاق احمد: آپ نے اس کا کوئی تناسب رکھا ہوا ہے؟ فرض کیا جیسا کہ دوسرے کالجوں میں ہوتا ہے کہ اولڈ سٹوڈنٹ ہے اور اس کے 460 نمبر ہیں اور جو نیا آیا ہے اس کے لئے 500 نمبر۔ کیا آپ نے بھی کوئی اس طرح سے میرٹ رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی تناسب رکھا ہوا ہے۔ ایل ڈی اے کا کتنے فیصد کوٹا ہے اور دوسروں کا کتنا کوٹا ہے۔ ویسے تو یہ نیا سوال بنتا ہے اگر تفصیل موجود ہے تو بتادیں ورنہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ایل ڈی اے میں تو کوئی اور کام میرٹ پر نہیں ہوتا، بچوں کو کس طرح میرٹ پر داخلہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ تشریف رکھیں اور آپ جواب سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ جو بھی بچہ ہو اس کے لئے چالیس فیصد نمبر لینا ضروری ہوتے ہیں۔ باقی اس میں ایسی تو کوئی بات ہے نہیں وہی صورتحال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ تھا کہ سیٹیں مخصوص ہیں کہ اتنے فیصد ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کی ہوں گی اور باقی اوپن میرٹ پر آئیں گے۔ بہر حال یہ نیا سوال بنتا ہے بعد میں آ جائے گا۔ اگلا سوال بھی مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب! میں یہ سوال put نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال آپ نہیں کرنا چاہ رہے؟

مہر اشتیاق احمد: نہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: On his behalf (معزز رکن نے جناب سمیع اللہ خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2600 دریافت کیا)

جناب سپیکر: پہلے نمبر پکاریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: سوال نمبر 2600 ہے۔ جس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شاہدرہ لاہور میں فراہمی آب کے ٹیوب ویلوں کی تعداد اور دیگر تفاصیل

*2600 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شاہدرہ لاہور میں کتنے ٹیوب ویل واسا اور کتنے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام عوام کو پینے کا پانی مہیا کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیوب ویلوں میں سے اکثر کا پانی مضر صحت ہے؟ اگر یہ درست ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) کیا واسا لاہور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے ٹیوب ویل کو اپنے زیر انتظام لینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

(د) واسا لاہور، شاہدرہ میں رواں مالی سال کے دوران کتنے نئے ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) شاہدرہ میں اس وقت واسا کے 18 ٹیوب ویل رہائشیوں کو پانی فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا ایک دوکیوسک کا ٹیوب ویل جو کہ یو سی 1 اور 8 کے علاقہ فضل پارک میں چل رہا ہے اور یہ ٹیوب ویل علاقے کے نمائندے کمیونٹی سسٹم کے تحت چلا رہے ہیں اور یہ ٹیوب ویل فضل پارک کے ایک علیحدہ واٹر سپلائی نیٹ ورک کو پانی سپلائی کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ان ٹیوب ویلوں کا پانی مضر صحت ہے۔ جہاں تک پانی کی کوالٹی کا تعلق ہے ان ٹیوب ویلوں کا پانی حفظان صحت کے مطابق ہے۔ واسا ان ٹیوب ویلوں کے سورس سے پانی کے نمونہ جات لیتا ہے، اور ان کو ٹیسٹ کرتا رہتا ہے جو کہ WHO کی گائیڈ لائن کے مطابق ہے۔

(ج) واسا اس ٹیوب ویل کو لینے کے لئے تیار ہے، مگر مقامی نمائندے جن کے زیر انتظام یہ ٹیوب ویل چل رہا ہے واسا کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(د) واسالاہور نے حال ہی میں تین نئے ٹیوب ویل قیصر ٹاؤن، شاہدرہ ٹاؤن اور عزیز کالونی میں لگائے ہیں جو علاقہ کو پانی فراہم کر رہے ہیں اس کے علاوہ جیا موسیٰ میں بھی ایک ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام جاری ہے۔ جہاں تک رواں مالی سال میں نئے ٹیوب ویل لگانے کا تعلق ہے، کیونکہ شاہدرہ کی آبادی اور واسا کی حدود بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے پیش نظر آئندہ سال بیگم کوٹ، کالا خطائی روڈ اور پیڈ پنڈ میں ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت پڑے گی جس کا انحصار فنڈز کی دستیابی پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! جز (ب) کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ واسا ان ٹیوب ویلوں کے source سے پانی کے نمونہ جات لیتا ہے، ان کو ٹیسٹ کرتا رہتا ہے جو کہ WHO کی گائیڈ لائن کے مطابق ہے۔ اس میں ایک تو یہ فرمادیں کہ ٹیسٹ کتنے عرصے کے بعد کرتے ہیں اور کونسی لیبارٹری سے کرواتے ہیں۔ نمبر 2 پنجاب میں جو سب سے بڑی واردات ہے کیونکہ پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے consumers بھی زیادہ ہیں نیسلے اور ان جیسی تمام کمپنیوں کے پانی فیل ہو چکے ہیں اس بارے میں بھی یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں سمجھا نہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ آپ جو پانی لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتے ہیں یہ کتنے عرصے کے بعد ٹیسٹ کرواتے ہیں اور کونسی لیبارٹری ہے جہاں سے یہ ٹیسٹ ہوتا ہے، آخری ٹیسٹ جو آپ نے کروایا وہ کب کروایا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! یہ تو پھر ایک علیحدہ سوال ہے۔ واسا اس سلسلے میں موجود ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا simple سوال تھا کہ آپ اس کا سالانہ لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتے ہیں یا چھ مہینے کے بعد کرواتے ہیں اور یہ کب ہوا ہے اور کس لیبارٹری سے ہوا ہے؟ یہ کہہ دیں کہ پی سی ایس آئی آر سے ہوا ہے۔ سال میں ہم نے دو دفعہ کروایا ہے اور آخری جون میں ہوا تھا۔ ابھی ان کے پاس چٹ آگئی ہے اور وہ یہ بتا بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: کتنے عرصے بعد ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! اے ایس اے ہماری لیبارٹری ہے اور اس سے ہم ٹیسٹ کرواتے ہیں اور یہ سالانہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کب ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: سالانہ ہوتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! لاہور سے لے کر گجرات تک کسی موضع کا پانی صحیح نہیں رہ گیا۔ موصوف نے یہ جو بیان فرمایا ہے اس ضمن میں میری یہ گزارش تھی کہ بین الاقوامی کمپنیاں سال میں یا ایک مہینے میں ایک ارب روپے کا ہمارا ہی پانی ہمیں بیچ رہے ہیں اور بین الاقوامی معیار کے مطابق Nestley والوں کا پانی صرف ایک یا دو sample پاس ہوا ہے۔ یہ بتا دیں کہ کونسی کمپنی کے sample فیل ہو گئے، کونسے پاس ہوئے؟ لاہور سے گجرات تک تمام پٹی کا پانی کہیں بھی صحیح نہیں رہ گیا۔ ابھی یہ جو کہہ رہے ہیں کہ سال میں ٹیسٹ کراتے ہیں۔ سال میں کیا، انہوں نے آج تک وہ ٹیسٹ نہیں کرایا حالانکہ اس میں کہا گیا کہ W.H.O کے اصولوں کے مطابق کروایا گیا ہے۔ یہ سوال اڑھائی سال سے pending ہے اور ہم پانی کے معاملے میں مطمئن نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری سے میں گزارش کروں گا کہ آپ پانی کی testing کے بارے میں ذرا احتیاط برتیں کیونکہ ہیپاٹائٹس وغیرہ کی بیماری اسی وجہ سے پھیل رہی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ہم بازار سے آج کل جو branded پانی لے رہے ہیں اس کے بارے میں ایوان کو آگاہ کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ پریذیڈنٹ کا بھی پروگرام ہے۔ ان کا بھی اصرار ہے لیکن محکمہ اس کے annual test کرواتا ہے اور ہم ensure کرواتے ہیں کہ باقاعدہ اے۔ایس۔اے لیبارٹری سے ٹیسٹ ہوتے ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی کوئی ضرورت ہے تو پھر یہ کرواتے ہیں۔ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کی direction پر بوتل سپلائی کے حوالے سے غور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، امجد حمید دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! ایک بڑی painful بات ہے جس کا آپ کے ساتھ، اپوزیشن کے ساتھ اور treasury benches کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ وزراء کی ایک ریگولر آرمی ہے لیکن انہوں نے معمول بنا رکھا ہے کہ یہ حاضر نہیں ہوتے اور ان کے پارلیمانی سیکرٹری انہیں represent کرتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری بیچارے کیا کریں یہ ادھر دیکھتے ہیں کہ جو سیکرٹری آیا بیٹھا ہے وہ چٹ پر کیا لکھ کر بھیجتا ہے اور پھر ان کا طریق کار یہ ہے کہ کسی ممبر کا کام نہیں کرنا۔ میں نے ڈھکو صاحب سے پوچھا کہ تمہارے کہنے سے کوئی تبادلہ ہوتا ہے؟ کہتا ہے کہ یہ بے اختیار ہیں یہ تو چپڑاسی کو بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ اگر یہ چپڑاسی کو تبدیل نہیں کر سکتے تو غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مستعفیٰ ہو جائیں۔ ان میں سے کچھ وزراء کو احساس ذمہ داری ہے۔ کل وزیر رانجھا صاحب حاضر نہیں ہوئے وہ کسی ہیر کی تلاش میں پھر رہے تھے اور ان کے بجائے کلو صاحب کھڑے ہوگئے۔ آج علی رضا کی جگہ یہ پارلیمانی سیکرٹری کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ بیچارے یتیموں کی طرح سیکرٹری کی طرف دیکھتے تھے۔

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ جی۔ next question لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: یہ پارلیمانی سیکرٹری اپنی تنخواہ حلال کر رہے ہیں، وزراء کو کہیں کہ وہ بھی اپنی تنخواہ حلال کریں۔ اگر ہمیں کام ہو تو ہم کس سے بات کریں؟ ہم ان کے گھروں پر جائیں کہ ہم ان کے بابا کے نوکر ہیں کہ یہاں نہیں آتے اور ممبروں کے کام نہیں کرتے۔ تبادلے کے لئے کہو تو کہتے ہیں کہ ہمارے سیکرٹری کو لکھوا دیں۔ پتا نہیں سیکرٹری پھر انہیں یاد نہیں کراتا یا ان کی نیت خراب ہے؟ You are custodian of the House. ان کو سیدھا کریں۔ آپ انہیں اس طرح سے سیدھا کر سکتے ہیں کہ اگر اپوزیشن کو بے لگام کر دیں تو ان کے ہوش ٹھکانے آ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں آئندہ امید کرتا ہوں کہ وزراء صاحبان House میں حاضر رہا کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! محترم دستی صاحب نے پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے "یتیموں کی طرح" کے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب لالہ شکیل الرحمٰن!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔nextبھی لالہ شکیل الرحمٰن!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں۔nextجناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 3129ہے۔

چک نمبر46-43شمالی سرگودھا میں ایکوائر کئے گئے سرکاری وغیر سرکاری رقبہ کے معاوضہ کا مسئلہ

*3129: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ نے 6۔جون 1976کو کتنا رقبہ، موضع چک 46-43شمالی سرگودھا کا سرکاری یا غیر سرکاری ایکوائر کیا تھا؟

(ب) کیا اس رقبہ کی محکمہ ہاؤسنگ نے محکمہ کالونیز اور تمام پرائیویٹ لوگوں کو جن کی زمین ایکوائر کی گئی تھی معاوضہ ادا کر دیا ہے یا نہیں؟

(ج) کیا ایکوائر شدہ رقبہ کا محکمہ ہاؤسنگ کے نام انتقال اراضی ہو چکا ہے اگر انتقال نہ ہوا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ نے 6۔جون 1976کو چک نمبر46-43شمالی سرگودھا کا 212۔ایکڑ 6 کنال10مرلہ غیر سرکاری جبکہ 179۔ایکڑ 4کنال 10مرلہ سرکاری رقبہ ایکوائر کیا۔

(ب) پرائیویٹ مالکان اراضی ماسوائے جن کے کیس عدالتوں میں چل رہے ہیں کو معاوضہ ادا کر دیا گیا، سرکاری رقبے (179۔ایکڑ 4کنال 10مرلہ) کی قیمت ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو ادا کی جا چکی ہے۔

(ج) ایکوائر شدہ رقبہ کا انتقال محکمہ ہاؤسنگ کے نام کروانے کے لئے محکمہ مال سے رجوع کیا جا چکا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پنجاب میں گورنمنٹ کی یہ ایک عادت سی بن گئی ہے کہ جب پرائیویٹ لوگوں سے کوئی زمینacquireکرتے ہیں تو وہ لوگ رُل جاتے ہیں لیکن انہیں زمین کی قیمت نہیں دی جاتی۔1976 میں انہوں نے سرگودھا میں ایک زمینacquireکی تھی اور

اس کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے ان پرائیویٹ لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا۔اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کیس عدالتوں میں ہیں اس لئے اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کتنے لوگوں کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر!ان کا سوال کافی پرانا تھا۔ اب fresh position یہ ہے کہ عدالتوں میں جو معاملات تھے وہ طے ہو چکے ہیں۔ محکمہ بالکل تیار ہے جو کوئی بھی property right لینا چاہے وہ apply کر سکتا ہے لیکن وہ دو چیزیں دے دے کہ اگر اس کے کوئی dues ہیں تو وہ clear کر دے اور ساتھ ہی compeletion certificate دے دے تو محکمہ بالکل تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ابھی کوئی کیس زیر سماعت نہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف یہ تھا کہ یہ floor پر یقین دہانی کرائیں کہ جتنے لوگوں کی زمین acquire کی گئی تھی اور انہیں معاوضہ دینا تھا انہوں نے ان سب کو معاوضہ ادا کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ حکومت کے ذمے جن کا معاوضہ ہے وہ لے سکتے ہیں لیکن ابھی کوئی کیس زیر سماعت نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کبھی یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے پیسے حکومت کے پاس ہوں اور وہ گھر میں بیٹھ جائے کہ میں پیسے نہ لوں یہ کبھی ہوا ہے، ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا ہے کہ کیس ختم ہو گئے ہیں اور ہم نے پیسے دے دیئے ہیں۔ یہ House میں یہ surity دیں کہ انہوں نے تمام پرائیویٹ لوگوں کو معاوضہ ادا کر دیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو یہ مجھے بتا دیں کہ ایک مہینے یا دو مہینے میں انہیں پیسے دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو بھی رقبہ acquire ہوتا ہے اس کی ایک cost بنتی ہے اور وہ چند لوگ جو litigation میں گئے تھے وہ اس معاوضے سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ وہ پھر عدالت میں چلے گئے اسی لئے ان کا معاوضہ

رکا تھا کہ وہ زیادہ demand کر رہے تھے۔ ویسے صورتحال یہ ہے کہ بہت زیادہ پہلے ہی لے چکے تھے۔ زمین جو بھی acquire ہوئی تھی اس کے حساب سے ہم نے معاوضہ دے دیا ہے اس میں اب کوئی ایسا problem نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو litigation میں گئے تھے انہیں محکمہ کی طرف سے کب تک معاوضہ مل جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! مل چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کچھ رہ بھی تو گئے ہوں گے یا 100 فیصد کو مل چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کچھ نہیں رہا۔ جن کے کیس تھے وہ ابھی کوئی دو مہینے پہلے طے ہوئے ہیں اگر کوئی ایک آدھ رہ گیا ہے تو وہ apply کرے ہم ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ دو طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایک کہہ رہے ہیں کہ کیس ختم ہو گئے ہیں اور ہم نے پیسے دے دیئے ہیں۔ پھر جب جناب نے پوچھا کہ آپ نے سب کے پیسے دے دیئے ہیں تو یہ کہتے ہیں جی کہ تقریباً۔ یہ تقریباً اور پورے پیسوں میں فرق ہے یہ یہاں پر کوئی سٹیٹمنٹ دیں یہ بڑی آسان بات ہے کہ ہم نے سب لوگوں کا معاوضہ ادا کر دیا ہے۔ جن کا رہ گیا ہے ان کا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں یہ معاوضہ دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: میں on the floor of the House یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ دو مہینے کے اندر جس کا بھی معاوضہ رہتا ہے وہ آئے ہم اسے بالکل دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آنے والا معاملہ بڑا خطرناک ہے کہ وہ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر میرے پیسے گورنمنٹ کی طرف ہیں اور میں نے لینے ہیں تو میں کیسے گھر میں بیٹھ جاؤں گا میں ضرور لوں گا۔ یہ کم از کم خود ان کو اطلاع کریں کہ کیس ختم ہو گئے ہیں لہذا آپ اپنے پیسے لے لیں۔ یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ یہ دو ماہ میں ان کو پیسے واپس دے دیں گے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ان کا یہ جواب تو ٹھیک ہے کہ پیسے لینے والا آئے گا تو پیسے ملیں گے لیکن ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دو مہینے کے اندر ان کو اطلاع کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: میں اس کو خود take up کرتا ہوں اور اسے میں خود دیکھ لوں گا کہ ہم انھیں اطلاع کر دیں کہ آپ آئیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 3130

نیو سیٹلائیٹ سکیم سرگودھا۔ پلاٹوں کی صورتحال اور اندراج ملکیت کا مسئلہ

*3130: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ کی نیو سیٹلائیٹ سکیم سرگودھا میں اس وقت کتنے گھر بن چکے ہیں اور کتنے پلاٹ خالی پڑے ہیں؟

(ب) کیا ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ان لوگوں کا ملکیت کے خانہ میں اندراج ہو چکا ہے جنہوں نے خرید کردہ پلاٹوں کی رقم بے باق کر دی ہے اگر اندراج نہ کیا گیا ہے تو وجہ بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ کی نیو سٹیلائیٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا میں 4800 گھر بن چکے ہیں جبکہ 532 پلاٹ خالی پڑے ہیں۔

(ب) مذکورہ سکیم کے پلاٹوں کی حتمی قیمت کا تعین کر دیا گیا ہے۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ ہاؤسنگ کے نام زمین کی mutation کے لئے رجوع کیا جا چکا ہے جونہی اس کا فیصلہ ہوا، الاٹیوں کو sale deeds جاری کر دیئے جائیں گے جس کے بعد پلاٹوں کی ملکیت کی بابت اندراج ریونیو ریکارڈ میں ہو سکے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ ہاؤسنگ کے نام زمین mutation کے لئے رجوع کیا جا چکا ہے۔ جونہی اس کا فیصلہ ہو گا الاٹیوں کو sale deed جاری کر دی جائے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ سوال کافی عرصے کا ہے، کیا اس وقت محکمہ ہاؤسنگ کے نام mutation ہو چکی ہے اگر ہو چکی ہے تو کیا یہ الاٹیوں کو sale deeds جاری کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں حتمی قیمت کا تعین ہو گیا ہے، زمین ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہی دیتا ہے، mutation کے لئے ہم نے انھیں کہہ دیا ہے اس میں

اب کوئی خاص دیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ mutation ہو چکی ہے یا ابھی نہیں ہوئی، جب آپ نے جواب دیا تھا تو اس وقت آپ نے رجوع کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: mutation ہو چکی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں کہا ہے کہ mutation ہو گی تو ہم ان الاٹیوں کو sale deed جاری کر دیں گے، یہ کب تک ان کو جاری کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! sale deed کے لئے جب بھی کوئی الاٹی رجوع کرتا ہے تو اسے sale deed جاری کی جاتی ہے۔ جب کوئی ہم سے رجوع کرتا ہے تو ہم اسے جاری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ جب کوئی آپ سے رجوع کرے گا تو اس کو sale deed جاری کر دی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ کنول نسیم صاحبہ کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: On her behalf.Question No.3250 (معزز رکن نے محترمہ کنول نسیم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3250 دریافت کیا)

کلیم شہید پبلک پارک فیصل آباد کی بحالی اور ترقی کا مسئلہ

*3250: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی نڑوالا فیصل آباد سے ملحق کلیم شہید پبلک پارک 52 ایکڑ وسیع رقبہ پر بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پارک عرصہ دس سال سے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی عدم توجہ کا شکار ہے اور کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والا شہر کا سب سے بڑا تفریحی پارک ویرانے کی شکل اختیار کر گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پارک کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے مزید یہ کہ ایف۔ڈی۔اے نے یہ پارک 89-1988 میں 140 لاکھ روپے کی لاگت سے develop کیا۔

(ب) درست نہ ہے۔ ایف۔ڈی۔اے اس دوران اپنے وسائل (own sources) سے ہر مالی سال میں بجٹ میں مختص فنڈز سے پارک کی دیکھ بھال کرتا رہا ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال میں 2 لاکھ روپے بجٹ میں مختص ہیں اور آج کل بھی اس کی مناسب دیکھ بھال جاری ہے تاہم موجودہ تبدیل شدہ صورتحال یعنی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2000 کے بعد ایسی دیکھ بھال کی ذمہ داری متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے فرائض میں شامل ہے جس کے لئے دونوں اداروں میں گفت وشنید جاری ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک پارک جو 52 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے کی لاگت سے تقریباً پندرہ سال پہلے بنایا گیا تھا۔ اس کے جز (ب) میں سوال کیا گیا ہے کہ یہ پارک عدم توجہ کا شکار ہے اور یہ سب سے بڑا تفریحی پارک ویرانے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس کے جز (ج) کے جواب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کی improvement کے لئے صرف دو لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ دو لاکھ روپے سے 52 ایکڑ پر پھیلے ہوئے پارک کی کیا improvement ہو سکتی ہے، اتنے بڑے شہر کے لئے ایک ہی پارک ہے تو اس کو بہتر بنانے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس پارک پر 04-2003 میں تین لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ کئے تھے۔ 05-2004 میں پانچ لاکھ روپے رکھے تھے اور موجودہ سال 06-2005 میں اس کے لئے ہم نے دس لاکھ روپے رکھے تھے۔ اس کے علاوہ ہارٹیکلچر اور خوبصورتی کے لئے بھی ہم نے پندرہ لاکھ روپے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! یہ رقم تو کافی مناسب ہے۔ اگلا سوال چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں پر خواتین موجود نہیں ہیں کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے کیونکہ House میں ان کی موجودگی ہمیشہ یقینی رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو لاء منسٹر صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کل آپ کے بعد رائے اعجاز صاحب جب چیئر کر رہے تھے تو ڈاکٹر فرزانہ نے ہمارے کچھ دوستوں کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا تھا بلکہ بے چاری بڑی افسردہ بھی تھیں اور پریشان بھی تھیں تو آج شاید اس وجہ سے خواتین نہیں آئیں۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے دریافت کر لیتے ہیں۔ راجہ صاحب! معزز رکن کھوکھر صاحب نے ایک سوال کیا ہے کہ آج حکومتی بنچوں کی خواتین ایم۔پی۔ایز تشریف فرما نہیں ہیں، کوئی ایک بھی نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں ابھی چیک کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 3346 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں کیمیکل ملے پانی کے نکاس سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*3346: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر کا گندہ پانی ایک سیم نالہ کے ذریعے دریائے چناب میں گرایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سیم نالہ میں فیصل آباد کی سینکڑوں فیکٹریوں کا کیمیکل ملا پانی بھی ہوتا ہے جو کہ مضر صحت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پانی کی وجہ سے اس سیم نالہ کے ارد گرد ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی بنجر اور سیلاب زدہ ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کیمیکل ملے گندے پانی کی وجہ سے اس دریا میں موجود آبی جانور اور اس میں پانی پینے کے لئے آنے والے جانور مر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ فیصل آباد شہر کا زیادہ تر گندہ پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450۔ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے اس میں سے 40 کیوسک تک ٹریٹمنٹ کے بعد سیم نالہ پہاڑ نگ ڈرین میں جاتا ہے جو آگے دریائے چناب میں جا کر ملتا ہے۔

(ب) جو فیکٹریاں از خود اس نالہ میں براہ راست فیکٹریوں کا آمیزش شدہ پانی ڈالتی ہیں ان سے واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔ البتہ جو فیکٹریاں واسا کے سیور نظام کے ساتھ منسلک ہیں ان کا کیمیکل ملا پانی سیم نالہ کے ذریعے دریائے راوی اور چناب میں ڈالا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ فیکٹریوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ ایسا آلودہ پانی صاف کر کے واسا کے نظام میں ڈالیں۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ واسا کے اس پانی سے سینکڑوں ایکڑ اراضی جہاں نہری پانی دستیاب نہ ہے کو قابل کاشت لایا گیا ہے اور یہ پانی بذریعہ نیلام فروخت کیا جاتا ہے جس میں زمیندار بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس سے واسا کو معقول ریونیو بھی حاصل ہوتا ہے اور ملک کو غذائی اجناس میں خود کفیل کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک زرعی انجینئر مسٹر ایم۔اے واہلہ کی رپورٹ کے مطابق یہ پانی نہایت کارآمد ہے۔

(د) دریائے چناب میں واسا کا زیادہ تر پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پانڈ پہاڑ نگ ڈرین کے ذریعہ جاتا ہے لہذا واسا فیصل آباد کے گندے پانی سے دریائے چناب میں آبی جانوروں کے مرنے کا

کوئی خطرہ نہ ہے۔

(ہ) واسا کے متعلق نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ج) میں انھوں نے لکھا ہے کہ اس پانی سے سینکڑوں ایکڑ اراضی جہاں نہری پانی دستیاب نہ ہے کو قابل کاشت لایا گیا ہے اور بذریعہ نیلام پانی فروخت کیا جاتا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ بتادیں کہ اس سے واسا کو کتنا ریونیو اکٹھا ہوتا ہے اور کس کس علاقے کو یہ سیراب کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میرے پاس موجود جو جواب ہے اس میں فیصل آباد میں پانی کی نکاسی کے حوالے سے ہے کہ اس کا پانی دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس کا ایک حصہ مشرق کی جانب ہے جس کا نکاس بذریعہ مدوآنہ ڈرین دریائے راوی میں ہوتا ہے اور دوسرا حصہ مغرب کی جانب ہے جس کا نکاس بذریعہ پہاڑنگ ڈرین دریائے چناب میں ہوتا ہے۔ مشرق کی جانب پانی کی ٹریٹمنٹ کا کوئی انتظام نہ ہے جبکہ مغربی حصہ کا تقریباً20 فیصد ٹریٹ کیا جاتا ہے جس میں زیادہ تر نیلام کر کے کاشتکاری کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ مغربی حصہ کا بقیہ 80 فیصد پانی بغیر ٹریٹمنٹ کے دریائے چناب میں چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جو پانی آپ بیچتے ہیں اس کا ریونیو اندازاً ایک سال میں کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا بنتا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤسنگ والے کرتے ہیں یا ریونیو والے کرتے ہیں۔ پانی تو آپ نیلام کرتے ہیں ریونیو والے تو نہیں کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! نیلام یقیناً ہمارا محکمہ ہی کرتا ہے لیکن اس کی تقسیم ترسیل اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ شاہ صاحب! آپ کا یہ سوال تھا کہ کونسے حصے کو یہ پانی سیراب کرتا ہے؟ آپ نے سن لیا ہے کہ فیصل آباد کا ایک مشرقی حصہ ہے اور ایک مغربی حصہ ہے، باقی آپ کا یہ سوال کہ کتنا ریونیو جمع ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اریگیشن سے متعلقہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ آدھا پانی مشرق کو جاتا ہے، آدھا مغرب کو جاتا ہے۔ سیراب کرنے کا نہیں بتایا انہوں نے کہا ہے کہ راوی کے لئے ہم مشرق کی سائیڈ پر لے جاتے ہیں اور چناب میں جو پانی ڈالتے ہیں وہ مغرب کو لے کر جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس میں سیراب کون کونسا علاقہ ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً ظاہر بات ہے کہ جو مغربی سائیڈ پر پانی جا رہا ہے وہ مغربی حصے کو سیراب کرے گا وہ مشرقی حصے کو تو نہیں کرے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ سارا گندہ پانی آپ کے حلقے سے گزر کر جاتا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ اس نہر پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ نہر 20 فٹ گہری ہے وہاں سے کسی رقبے کو پانی نہیں ملتا۔ آپ بھی جانتے ہیں۔ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں اور آپ ان کو shelter دے رہے ہیں۔ انہیں کہیں کہ جواب تو صحیح دیں۔ واسا پانی نیلام کرتا ہے اور ریونیو C.B.R اکٹھا کرتا ہے وہ ذرا clear تو بتا دیں۔ دو سال کے بعد جواب آیا ہے۔ میرے حلقے میں اس پانی سے اتنا تعفن پھیلتا ہے، اتنی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ میرا حلقہ بنجر ہو گیا ہے وہاں پر سیم نکل آئی ہے اور انہوں نے دو منٹ میں اپنے جواب میں کہا ہے کہ 40 فیصد پانی ہم ٹریٹمنٹ کرتے ہیں اور 60 فیصد نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ 20 فیصد کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جواب میں 40 فیصد لکھا ہوا ہے اور زبان سے وہ 20 فیصد کہتے ہیں۔ انہیں جواب تو دے لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس حوالے سے جو یہ کہہ رہے ہیں میرے پاس 20 فیصد ہی موجود ہے، ادھر جواب بھی یہی ہے شاید misprint ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ جواب پڑھ دیں خود بخود پتا چل جائے گا کہ 40 فیصد ہے یا 20 فیصد ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب تفصیل سے پڑھ دیں۔ آرڈر پلیز۔ ذرا سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: یہ درست نہ ہے۔ فیصل آباد شہر کا زیادہ تر گندہ پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے اس میں سے 40 کیوسک تک ٹریٹمنٹ کے بعد سیم نالہ پہاڑنگ ڈرین

میں جاتا ہے جو آگے دریائے چناب میں جا کر ملتا ہے۔اس میں یہی ہے کہ اس کی percentage 20 percent ہے،وہ کیوسک کا بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر:آپ پورا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جو فیکٹریاں از خود نالہ میں براہ راست فیکٹریوں کا آمیزش شدہ پانی ڈالتی ہیں ان سے واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔البتہ جو فیکٹریاں واسا کے سیور نظام کے ساتھ منسلک ہیں ان کا کیمیکل ملا پانی سیم نالہ کے ذریعے دریائے راوی اور چناب میں ڈالا جاتا ہے اس سلسلہ میں مذکورہ فیکٹریوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ایسا آلودہ پانی صاف کر کے واسا کے نظام میں ڈالیں۔

جناب سپیکر!ابھی تین مہینے پہلے ہماری میٹنگ میں ڈیپارٹمنٹ نے نوٹس لیا ہے، منسٹر صاحب نے نوٹس لیا ہے اور ایک کمیٹی بن چکی ہے۔ہم اس میں by-laws بھی بنا رہے ہیں۔ڈی۔جی ہاؤسنگ اس کے انچارج ہیں۔بے شمار فیکٹریاں ہیں اور ہر فیکٹری کا کیمیکل یا ان کا waste مختلف ہوتا ہے۔ہم ان کے لئے اس طرح کا کوئی فارمولا طے کر رہے ہیں کہ پہلے ہم laws بنا لیں پھر ہم انشاء اللہ انہیں enforce بھی کریں کہ وہ اپنا پانی واسا کے نظام میں ڈالیں۔

رانا آفتاب احمد خان:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی،رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان:جناب سپیکر!یہاں پر فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ 80 فیصد پانی without treatment جا رہا ہے۔naturally وہ سیم سے آگے دریا میں جا رہا ہے،دریا سے پھر نہروں میں آ رہا ہے۔آپ دیکھیں کہ انہوں نے یہاں خود on the floor of the House کہا ہے کہ دو فیکٹریوں نے بغیر اجازت کے لگایا ہے۔پہلے نمبر پر یہ کہ انہوں نے ان فیکٹریوں کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے؟ دوسرے نمبر پر یہ کہ اس پانی کے لئے یہ کیا حفاظتی تدابیر اختیار کر رہے ہیں کہ without treatment پانی آگے نہ آ سکے اور یہ اس کی وضاحت کر دیں کہ گورنمنٹ کی اس میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جناب سپیکر!اس میں عرض یہ ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کی ورلڈ بنک کے ساتھ ایک میٹنگ بھی ہو چکی ہے۔ہم پنجاب کے پانچ بڑے شہروں جن

میں فیصل آباد بھی شامل ہے، چار اور بھی شہر ہیں جن کی ہم ایک feasibility report تیار کروا رہے ہیں لیکن یہ بہت بڑا costly منصوبہ ہے۔ ایک کیوسک پانی کو treat کر کے اس کے after treatment کے اخراجات ایک کروڑ روپے بنتے ہیں اور 100 کیوسک کے لئے تقریباً ایک ارب روپے بنتے ہیں۔ بہت بڑی amount ہونے کے باوجود چیف منسٹر نے ایک step لیا ہے، ورلڈ بنک کے تعاون سے ہم اس کی feasibility report تیار کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ایک کروڑ روپیہ لگتا ہے ان کو یہ نہیں پتا کہ ہیپاٹائٹس سے کتنے لوگ مر رہے ہیں۔ آپ کی فصل میں واٹر level کیا جا رہا ہے آپ دیکھیں کہ ہیپاٹائٹس کی vaccination غریب آدمی afford نہیں کر سکتا لیکن liver transplant کے لئے ایک ایک کروڑ روپیہ امیر بندہ لگا سکتا ہے۔ آپ نے بڑے آرام سے کہہ دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ Government should take cognizance of it کہ اگر پینے کا پانی مہیا نہیں کر سکتی تو روٹی تو وہ خود کما کر کھائے گا۔ Government should ensure کہ لوگوں کو کم از کم پینے کا پانی اور فصلوں کے لئے پانی ٹھیک مل جائے اس کی وضاحت کر دیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ارب روپے لگنے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پچاس ارب روپے بھی لگنے ہیں تو That should be the top priority.

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ پانچ بڑے شہروں میں گورنمنٹ کام کر رہی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے۔ یہ بتا دیں کہ ٹریٹمنٹ کے بعد اس کی ٹیسٹ رپورٹ کیا ہے اور آخری دفعہ کب ہوئی؟ اگر انہوں نے غلط جواب دیا تو میں تحریک استحقاق دوں گا۔ میں آج اس کو چیک بھی کراؤں گا۔

جناب سپیکر: وہ جواب اس لئے نہیں دیں گے کہ یہ fresh question بنتا ہے۔ غلط جواب دے کر وہ تحریک استحقاق نہیں دلوانا چاہتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اگر ایوان کو آگاہ نہیں کریں گے تو یہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ محکمہ فوڈ بھی اسی طرح ظلم وزیادتی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ بہت ظلم وزیادتی ہے۔

سید حسن مرتضٰی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: وزیر صاحب جیہڑے بڑے سیانے زمیندار سن، فردز مین دا او ہناں سانوں طریقہ نئیں دسیا، جیہڑا گندہ پانی اے اج اوہدا ٹریٹمنٹ دا طریقہ نئیں دسن گے۔ جے ساڈی ایہہ حالت اے تے عام پنجاب دا layman کدھر جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ واسا کے متعلق نہ ہے۔ جتنے بھی جز ہیں سب کا جواب دے کر آخر میں کہہ رہے ہیں کہ واسا کے متعلق نہ ہیں۔ ذرا اس کی وضاحت کر دیں گے کہ یہ کیسے واسا کے متعلق نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ جواب دے رہا ہوں۔ پانی treat کرنے کے حوالے سے جواب دے رہے ہیں۔ یہ clerical mistake ہے، غلطی سے misprint ہو گیا ہے۔ جواب تو ویسے بھی ہم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ clerical mistake ہو گئی ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! اس کی درستی کروا لیں۔

جناب سپیکر: اس کی درستی کروا دیں۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 3356۔

گلی نمبر 2 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں سیوریج کا مسئلہ

*3356: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) اور گلی نمبر 3 (مہر لطیف کریانہ سٹور) کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول ملحقہ گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے برابر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے ڈوبن پورہ کے نشیبی علاقے میں واقع گلی جامع مسجد ختم نبوت چوک بسم اللہ کریانہ سٹور اور ملحقہ گلیاں ڈوبن پورہ جن کی زمین کا عمومی لیول گلی نمبر 1 سے 7 فٹ نیچے ہے میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 2 میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال کر اس گلی کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ڈوبن پورہ کے نشیبی علاقے میں واقع گلی مسجد ختم نبوت جو کہ بسم اللہ کریانہ سٹور اور ملحقہ گلیوں میں لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت سیوریج کے پائپ ڈلوائے ہیں۔

(د) واسا، ایل۔ڈی۔اے نے ڈوبن پورہ کی پوری آبادی میں سیوریج سسٹم ڈالنے کے لئے ایک P.C-I تیار کر کے ضلع حکومت کو بھیج دیا ہے، گلی نمبر 2 میں سیوریج پائپ ڈالنا بھی اسی P.C-1 کا حصہ ہے۔ P.C-1 کی منظوری اور ٹینڈر ہونے کے فوراً بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیوریج سکیم سے متعلقہ یہ سوال تھا اور یہ سوال میں نے 2003-10-27 کو دیا تھا اور اس کا جواب جنوری 2005 میں موصول ہوا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ سیوریج سسٹم ڈالنے کے لئے ایک P.C-1 تیار کر کے ضلعی حکومت کو بھیج دیا ہے اور جب اس کی منظوری ہو جائے گی تو پھر اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ P.C-1 اب تک کس مرحلے میں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کا P.C-1 تیار ہو چکا ہے ہم بالکل اس پر جلد از جلد کام شروع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اندازاً کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: بہت جلد شروع ہو گا۔

جناب سپیکر: دو ماہ، تین ماہ، چار ماہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تین چار ماہ بعد انشاء اللہ یہ مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ اب جواب آنے میں دو سال لگے ہیں۔ اب جب انہوں نے جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ P.C-1 بالکل تیار ہے اور بہت جلد منظوری کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا تین سال کا عرصہ تو پہلے گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو انہوں نے تین چار ماہ کا بتا دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کا نوٹس لینا چاہئے یہ تو صرف ایک گلی کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا سوال ہے کہ P.C-1 تیار ہوئے بھی تقریباً دس ماہ ہو چکے ہیں کیونکہ دس ماہ پہلے یہ جواب آیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ابھی اس کی منظوری ہونی ہے، ٹینڈر ہونے ہیں۔

جناب سپیکر: اب کس process میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کے فنڈز allocate ہو چکے ہیں اور ہم جلد ہی اس کا ٹینڈر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جلدی ٹینڈر ہو جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3357 بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 3357۔

گلی نمبر 2 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور آب رسانی کا مسئلہ

*3357: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) اور گلی نمبر 3 (مہر لطیف کریانہ سٹور) کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول ملحقہ گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے برابر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی آب رسانی کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 2 میں بھی آب رسانی کے پائپ ڈال کر اس گلی کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی آب رسائی کے پائپ ڈالے ہیں۔

(ج) واسا نے گلی نمبر 2 میں جزوی طور پر آب رسائی کے لئے پائپ ڈال دیئے ہیں اور لوگ اس سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں جونہی فنڈز کی دستیابی ہو گی باقی ماندہ گلی میں بھی پائپ ڈال دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں بھی وہی معاملہ ہے کہ فنڈز کی دستیابی ہو گی تو باقی ماندہ گلی میں پائپ ڈال دیئے جائیں گے۔ یہ جواب بھی آج سے تقریباً چھ سات ماہ پہلے کا ہے۔ اس کے بعد بجٹ تیار ہوا ہے اور فنڈز بھی allocate ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کی بھی تفصیل بتا دیں کہ فنڈز available ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جس وقت ان کا سوال آیا یقیناً اس میں سستی ہوئی ہے لیکن اب ہم ان کے دونوں مسائل حل کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی اور میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نورالنساء ملک صاحبہ کا ہے۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نمبر 3594 چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3594

پاکپتن اور عارف والا کے ماسٹر پلان بابت سیوریج و پلنتھ لیول کا اجراء

*3594: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن اور عارف والا شہر کا ماسٹر پلان بابت سیوریج و پلنتھ لیول بنایا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، نہیں تو حکومت کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن شریف کی چٹھی نمبر 405 مورخہ 05-11-2004 کے مطابق پاکپتن شریف کے پورے شہر کے لئے سیوریج پلان نہ بنایا گیا ہے بلکہ N.E.S.P.A.K سے لی گئی رپورٹ کے مطابق کچھ ایریا کے سیوریج پلان تیار کر کے بنچ مارک دیواروں پر نصب کر دیئے ہیں مزید براں پلنتھ لیول کا سیور لیول سے کوئی تعلق نہ ہے جبکہ عارف والا شہر کے لئے کوئی سیوریج سکیم کے لئے ماسٹر پلان نہ تیار کیا گیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکپتن اور عارف والا کا کوئی ماسٹر پلان تیار نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی comment level نکالا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں پاکستان میں جب بھی شہری سہولتیں مہیا کرنے کے لئے جو پلان بنائے جاتے ہیں وہ brackets and pieces میں بنائے جاتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہاں پر فرمایا ہے کہ وہاں پر کچھ کچھ علاقوں کے پلان بنا کر ان پر عملدرآمد ہوا ہے جبکہ باقی علاقوں میں نہ ہے۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ کب تک ارادہ رکھتے ہیں کہ پورے شہروں کے ماسٹر پلان بنا کر ایک ہی دفعہ پلاننگ ہو جائے تاکہ آہستہ آہستہ اس پر عملدرآمد ہوتا رہے اس سلسلے میں ہماری حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ اس کا پلان بن چکا ہے جو ٹی۔ایم۔اے نے بنایا تھا جس کی لاگت 16 ملین روپے ہے۔ اس کا disposal station بن چکا ہے۔ 13 ملین کا کام ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے جو کہ اگلے چار سے چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ میں نے ایک مخصوص علاقہ کا نہیں پوچھا، میں نے اس کے disposal کے بارے میں نہیں پوچھا۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ کیا ہمارے شہر کا ماسٹر پلان بنایا گیا ہے؟ ہمارے ضلع پاکپتن میں دو ہی بڑے شہر پاکپتن اور عارف والا ہیں میں نے ان کا پوچھا ہے کہ ان کے سیوریج پلان کے لئے یا باقی دیگر سہولیات کے لئے کوئی ماسٹر پلان بنایا گیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے pieces میں کچھ علاقوں کا بنایا ہے۔

جناب سپیکر: کیانی صاحب! وہ عارف والا اور پاکپتن دونوں کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں پورے پاکپتن شہر کا کہہ رہا ہوں عارف والا کا ابھی نہیں بنا ہے۔

جناب سپیکر: پورے پاکپتن شہر کا بنا لیا ہے اور عارفوالا کا نہیں بنا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا disposal station پورے شہر کے لئے نہیں بلکہ ایک مخصوص علاقہ کے لئے ہے۔ ہمارے شہر کے بارے میں یہ جو فرما رہے ہیں کہ 16 ملین کے فنڈز دیئے ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے اور 13 ملین خرچ ہو گئے ہیں ہمارے ہاں تو 100 ملین

سے زیادہ چاہئیں۔ یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ ایک پورشن کا بنا کر سارا پلان بن گیا ہے اگر سارا پلان بن گیا ہے تو اس کی کاپی مجھے دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! ایک علاقے کا بنا ہے اور in pieces بنے گا اور باقی علاقے جو ہیں فنڈز آئیں گے تو ضرور بنائیں گے، پہلے ایک تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ پورے پاکپتن کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی، جناب والا!

جناب سپیکر: وہ on the foor of the House کہہ رہے ہیں کہ پورے پاکپتن کا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں۔ جناب سپیکر! پاکپتن کے ایک حصے کا ہے اور باقی پلان پر فنڈز کی دستیابی پر کام شروع ہوگا۔

جناب سپیکر: فنڈز کب تک آنے کی توقع ہے، اسی A.D.P میں رکھ دیں گے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اگر saving ہو گئی تو اس دفعہ رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کوشش کریں کہ آئندہ A.D.P میں یہ شامل ہو جائے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر ایک چھوٹا سا ضمنی سوال plinth level کے سلسلے میں ہے۔ ہمارے ہاں تمام شہروں میں plinth level declare نہ کرنے اور ہمارے گھروں کا اونچا نیچا بنانے سے، کبھی سڑکیں نیچی ہو جاتی ہیں اور کبھی سڑکیں اونچی ہو جاتی ہیں اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اگر ہم تمام شہروں کا ایک plinth level نکال کر اس پر سختی سے عملدرآمد کروائیں تو اس سے نہ صرف کروڑوں بلکہ اربوں روپے کی بچت ہوگی۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ہمارے پاکپتن یا عارفوالا کا کوئی plinth level نکالا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں اس سلسلہ میں یہ کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں کچھ جگہوں پر benchmarks لگا دیئے گئے ہیں۔ That is calculated keeping in view the sea level کچھ علاقوں کا ہے، باقی کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ proposal بہت اچھی ہے، آپ اس پر غور کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یقیناً یہ proposal بہت اچھی ہے۔ میں نے آج صبح بھی اس پر بات کی ہے، انشاءاللہ. We will do as per your satisfaction

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کیانی صاحب اس بات پر توجہ دے لیں تو اس سے پورے پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں اربوں، کھربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے اگر ہم ان چیزوں کو کنٹرول کر لیں اور اس سے نہ صرف شہری educate ہوں گے بلکہ ان کو پتا ہوگا کہ ہمیں کس سطح پر یہ بنانے چاہئیں اور اگر اس سے یہ violate کریں گے تو کیا سزا ملے گی۔ اس سلسلہ میں مجھے امید ہے کہ ہماری حکومت ضرور کوئی initiative لے گی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں clarify کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست کو معلوم ہے کہ ابھی سال ڈیڑھ سال سے ہم نے اس محکمہ کو مکمل طور پر بحال کر دیا ہے اور میں نے اپنے لئے خود کام create کیا ہے کیونکہ ہر آدمی کو اپنی سیٹ کی justification کرنی چاہئے۔ یہ چار پانچ ارب روپے کا بجٹ ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہر علاقے کے مسائل ہیں اور پانی کے تو بہت زیادہ مسائل ہیں اور حکومت actively اس پر کام کر رہی ہے مگر اس پر وقت لگے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 3998 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 3998

فیصل آباد۔ محکمہ مال سے N.E.C کے اجراء کا مسئلہ

*3998: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال فیصل آباد، ایف۔ڈی۔اے (فیصل آباد ترقیاتی ادارہ) اور محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے جاری شدہ sale deeds کی بابت N.E.C (بلا بار سرٹیفکیٹ) جاری نہ کرتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ N.E.C جاری نہ ہونے سے مالکان پراپرٹی اپنی جائیداد پر تعمیر کے لئے، تزئین و آرائش کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس اور دوسرے بنکوں سے قرضہ نہ

لے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی گارنٹی دے سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے ان الاٹیوں کو جن کو فی الحال مالکانہ حقوق sale deeds نہیں دیئے گئے قرض حاصل کرنے کے لئے N.E.C بروقت جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ جن الاٹیوں کو مالکانہ حقوق sale deeds دے دیئے گئے ہیں ان کو N.E.C نہیں دیئے جاتے کیونکہ مالکانہ حقوق کے بعد پلاٹوں کی منتقلی سب رجسٹرار ان کے ذمہ ہے۔

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ یہ سوال محکمہ مال سے متعلقہ تھا اور ہاؤسنگ اور ایسے اداروں کا ذکر ان میں آیا ہے کہ ایف۔ڈی۔اے نے جو کالونیاں develop کی ہیں، جیسا کہ پیپلز کالونی، غلام محمد آباد، مدینہ ٹاؤن، سمن آباد ان کا ریکارڈ یا تو ایف۔ڈی۔اے میں ہے یا ہاؤسنگ اینڈ فیزیکل پلاننگ میں ہے۔ یہ لوگوں کا بڑا اہم مسئلہ ہے کہ لوگوں کو ہاؤس بلڈنگ فنانس سے قرض لینے کے لئے بنکوں سے قرض لینے کے لئے یا کسی بھی ادارے میں apply کرنے کے لئے N.E.C یا بلا بار سرٹیفکیٹ چاہئے ہوتا ہے یہ سرٹیفکیٹ محکمہ مال جاری کرتا ہے۔ جب سب رجسٹرار یا تحصیلدار کے پاس لوگ جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ایف۔ڈی۔اے یا ہاؤسنگ نے یہ ریکارڈ چونکہ ہمارے پاس منتقل نہیں کیا۔ ہم صرف رجسٹریشن ایجنسی ہیں کہ جو ہمارے پاس sale deed بننے کے بعد رجسٹریشن کے لئے آتی ہے ہم اس کو رجسٹرڈ کرتے ہیں اور owners کو واپس کر دیتے ہیں اس لئے ہم اس کا Non Encumbrance Certificate (NEC) نہیں دے سکتے۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت بڑا issue ہے فیصل آباد کی پانچ چھ آبادیاں suffer کر رہی ہیں اور میں نے وہاں لوکل سطح پر انتظامیہ سے مل کر یہ بات کی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم یہ میٹنگ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں لیکن اس میں کچھ نہیں ہوا اور صرف lack of coordination ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ دونوں منسٹریوں محکمہ مال اور محکمہ ہاؤسنگ کے ذمہ داروں کے احباب D.C.O کو لکھیں کہ وہ دونوں محکموں کی ایک joint meeting بلا کر as soon as

اس issue کو settle کیا جائے تاکہ لوگوں کا فائدہ ہو سکے۔ جناب! پہلے ہی سوال کا possible جواب اتنی دیر سے آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اپنی منسٹری کی طرف سے D.C.O فیصل آباد کو لیٹر لکھ دیں جیسے ملک صاحب فرما رہے ہیں اور ریونیو منسٹر صاحب کو بھی میں کہہ دوں گا کہ وہ لیٹر لکھ دیں۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! on her behalf, Question No 4030 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون رکن نے محترمہ صغیرہ اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4030 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کچی آبادی درس بڑے میاں لاہور۔ رسائی آب کے لئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*4030: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچی آبادی درس بڑے میاں لاہور کے لئے دو بار ٹیوب ویل (واٹر پمپ) منظور ہوئے تھے اور باقاعدہ ٹینڈر بھی ہوئے مگر تاحال ٹیوب ویل نصب نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے نلکوں میں پانی نہ آنے کی وجہ سے صارفین، پانی کے کنکشنوں پر برقی موٹریں لگا کر پانی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے؟

(ج) اگر جز (الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ آبادی میں ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز جب تک ٹیوب ویل نصب نہیں کیا جاتا اس وقت تک برقی موٹریں لگانے والوں کے خلاف کارروائی کو موخر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) کچی آبادی درس بڑے میاں کے لئے پہلے ٹیوب ویل منظور نہیں ہوا تھا تاہم محکمہ واسا نے کچی آبادی درس بڑے میاں میں پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے عظیم گراؤنڈ ریلوے

کالونی درس روڈ پر ٹیوب ویل نصب کر دیا ہے۔ جہاں سے کچی آبادی درس بڑے میاں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ نلکوں میں گراؤنڈ فلور پر مناسب مقدار میں پانی میسر ہے۔ اس کے باوجود بعض صارفین بالائی منزل تک پانی پہنچانے کے لئے کنکشن پر ڈائریکٹ برقی موٹریں لگا کر دوسرے صارفین کی حق تلفی کرتے ہیں جس کی وجہ سے محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

(ج) ٹیوب ویل کی تنصیب ہو چکی ہے۔ صارفین کو پانی ذخیرہ کرنے کے بعد موٹروں کی مدد سے بالائی منزل تک پانی پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ورنہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ صارفین کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے اور اب تک کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کر چکا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کچی آبادی درس بڑے میاں کے لئے پہلے ٹیوب ویل منظور نہیں ہوا تھا تاہم محکمہ واسا نے کچی آبادی درس بڑے میاں میں پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے عظیم گراؤنڈ ریلوے کالونی درس روڈ پر ٹیوب ویل نصب کر دیا ہے جہاں سے کچی آبادی درس بڑے میاں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ نلکوں میں گراؤنڈ فلور پر پانی مناسب مقدار میں میسر ہے اس کے باوجود صارفین اوپر والی منزل تک پانی پہنچانے کے لئے کنکشن پر ڈائریکٹ موٹر لگا کر صارفین کی حق تلفی کرتے ہیں جس کی complaint آتی ہے تو کارروائی کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کتنے لوگوں کے خلاف ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! فی الحال تو میں اس کے متعلق پوری تفصیل نہیں بتا سکتا۔ محترمہ بعد میں مجھے مل لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہیں چیمبر میں مل لیں یہ مکمل تفصیل سے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ اگلا سوال ملک محمد نواز کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf, Question No 4091 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک محمد نواز کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4091 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کلیم شہید پارک فیصل آباد۔ تاریخ تکمیل، لاگت، بجٹ اور سٹاف کی تفصیل

*4091: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کلیم شہید پارک فیصل آباد کب اور کتنی لاگت سے قائم کیا گیا ہے۔ موجودہ سالانہ بجٹ کتنا ہے، عملہ کی تعداد کیا ہے، گزشتہ 2 سال میں پارک کو ترقی دینے کے لئے کتنے منصوبے مکمل کئے، زیر غور کتنے ہیں ان کی تفصیل اور لاگت مہیا کی جائے؟

(ب) مذکورہ پارک کی چار دیواری کرنے کی وجہ سے قریبی آبادیوں میں رہائش پذیر لوگوں کے راستے بند کر دیئے گئے انہیں گھروں میں آنے جانے کے لئے طویل راستے اختیار کرنا پڑتے ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ آبادیوں کو متبادل راستے دینے اور ناجائز راستے بند کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) کلیم شہید پارک 89-1988 میں ایف۔ڈی۔اے نے 40 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کیا۔ 35 بیلدار دیکھ بھال کے لئے متعین ہیں۔ گزشتہ دو سال میں ترقی کے لئے 2.377 ملین روپے اور دیکھ بھال کے لئے 0.597 ملین روپے یعنی کہ کل 2.974 ملین روپے خرچ ہوئے۔ اس میں چار دیواری / خار دار تار لگائی گئی۔ اس کے علاوہ آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل / ڈیزل پمپ نصب کئے گئے۔ گارڈن لائٹس اپروچ روڈ کی درستی اور پبلک ٹائیلٹ مہیا کئے گئے۔ عرصہ دراز سے بند فوارہ بھی چالو کیا گیا۔

(ب) چار دیواری / خار دار تار کے بغیر پارک میں آوارہ جانوروں اور غیر متعلقہ اشخاص کی وجہ سے پارک میں مہیا کردہ سہولیات سبزے اور پھولوں کے علاوہ باقی تنصیبات کا نقصان ہو رہا تھا جس کی وجہ سے خار دار تار اور چار دیواری ضروری تھی۔ یہ درست ہے کہ خار دار تار وغیرہ کی عدم موجودگی سے بن جانے والے ناجائز راستے بند کر دیئے ہیں تاکہ پارک کے اندر گرین بیلٹ، پھولوں اور پودوں کا مزید نقصان نہ ہو۔

(ج) یاد رہے کہ پارک شاہراہ عام نہ ہے اور گھروں کو آنے جانے کے لئے یہ راستہ منظور شدہ بھی نہ ہے۔ متبادل راستے اور سڑکات ہی آمدورفت کے لئے استعمال ہونی چاہئیں۔ ناجائز راستے بند کرنا کوئی غلطی نہ ہے اس لئے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن کا کوئی جواز نہ ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ "چار دیواری / خار دار تار کے بغیر آوارہ جانوروں اور غیر متعلقہ اشخاص کی وجہ سے پارک میں مہیا کردہ سہولیات سبزے اور پھولوں کے علاوہ باقی تنصیبات کا نقصان ہو رہا تھا" یہ بتادیں کہ غیر متعلقہ اشخاص سے ان کی کیا مراد ہے؟ پارک میں جانے کے لئے غیر متعلقہ اشخاص کونسے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں یہ تھا کہ جب دیوار گر گئی تھی تو ساتھ والی آبادی کے لوگ اس پارک کو آبادی میں جانے کے لئے بطور راستہ اختیار کرتے تھے اور اس حوالے سے جو لوگ اس راستہ کو اپنے گھروں کو جانے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان کے لئے یہ باڑ بنائی گئی ہے اس میں غیر متعلقہ اشخاص وہی ہیں۔

جناب سپیکر: لالہ صاحب! ایسے لوگ جن کا اس آبادی سے تعلق ہے اور وہ راستہ استعمال کرتے ہیں وہ غیر متعلقہ اشخاص ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسے لوگ جن کا اس آبادی سے تعلق نہ ہو وہ کسی پارک میں نہیں جا سکتے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ وہ غیر متعلقہ اشخاص ہوتے ہیں اور کیا وہ کسی پارک میں بھی نہیں جا سکتے؟ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شاید میں معزز ممبر کو صحیح طرح سے سمجھا نہیں سکا کہ جو لوگ اسے گزر گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں انہیں غیر متعلقہ اشخاص کہا گیا، یہ نہیں کہا گیا اور وہاں جانے کے لئے کوئی پابندی بھی نہیں ہے اور وہاں جانے پر کیسے پابندی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: میرے سوال کا نمبر 4119 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور۔وکلاء کے لئے مجوزہ رہائشی کالونی کی تفصیلات

*4119: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے بہاول پور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی بنانے کی منظوری دی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے لئے کس جگہ کتنی اراضی حاصل کی گئی ہے اور یہ کالونی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ وکلاء کے لئے رہائشی کالونیوں کے حوالہ سے ضلع ناظمین اور صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی میٹنگ کروا کر ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں۔ اس سلسلہ میں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ متعلقہ اضلاع سے تجاویز کے انتظار میں ہے، ضلعی افسران کو اس ضمن میں پیشرفت سے آگاہ رکھنے کے لئے ہدایات دے دی گئی ہیں۔ فی الحال حکومت پنجاب نے بہاولپور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کی منظوری نہ دی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حالیہ ڈسٹرکٹ نظامت کے الیکشن کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب بہاولپور تشریف لائے تھے اور انہوں نے سرکٹ ہاؤس میں باقاعدہ وکلاء کے لئے موضع ذخیرہ سمہ سٹہ میں ہاؤسنگ سکیم کے لئے زمین کا اعلان کیا جس پر وکلاء نے باقاعدہ ان کا شکریہ بھی ادا کیا لیکن اس سوال کے جز (الف) کے جواب میں تضاد پایا جاتا ہے اور انہوں نے جواب

میں کہا ہے کہ "فی الحال حکومت پنجاب نے بہاولپور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی سکیم کی منظوری نہ دی ہے "تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب درست ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کا وعدہ درست ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں چیف منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق محکمہ کام کر رہا ہے لیکن ترجیحی بنیادوں پر لاہور کے بعد راولپنڈی میں ہم شروع کر رہے ہیں اور اس کے بعد بہاولپور کا بھی نمبر ہے چونکہ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور جوں جوں فنڈز آرہے ہیں تو ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی بہاول پور میں بھی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ مجھے time limit دے دیں کہ کب تک بہاولپور میں وکلاء کالونی مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جب فنڈز مہیا ہوں گے تو کر دیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! فنڈز تو دو سال نہ آئیں یہ تو ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ڈسٹرکٹ نظامت کی election campaign کے دوران وکلاء سے کہا تھا کہ آپ ڈسٹرکٹ ناظم کو جتوا دیں تو میں آپ کے لئے وکلاء کالونی کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات درست ہے لیکن بغیر فنڈز کے تو کام نہیں ہو سکتا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ مجھے اس ایوان میں اتنی یقین دہانی کروا دیں کہ کب تک ہو گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ! کوشش کریں کہ جلد ہی اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس ضمن میں میرا بھی ایک point ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری حکومت نے وکلاء کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں جتنی توجہ دی ہے ماضی میں شاید نہ دی گئی ہو۔ وکلاء کالونیوں کے ساتھ ساتھ بار ایسوسی ایشنز کو کروڑوں روپے کے فنڈز بھی مہیا کئے گئے ہیں لیکن جس طرح بہاولپور میں وکلاء کالونی نہیں بنی اسی طرح ہمارے پاک پتن میں بھی نہیں بنی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں بھی وعدہ فرمایا ہوا ہے اور directives بھی جاری ہوئے ہیں لیکن ابھی

تک کچھ کام نہ ہوا ہے تو میری درخواست ہے کہ ہمارے بھائی پاکپتن میں بھی وکلاء کے لئے کالونی کے سلسلے میں کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ نے سن لیا ہے اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب

*818: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور پر ٹریفک کا رش ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شملہ پہاڑی کوئین میری کالج روڈ سے گزرنے والی گاڑیاں تاج کراؤن چوک سے گزر کر گڑھی شاہو جاتی ہیں ؟

(ج) تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کے رش کے باعث بسا اوقات accidents ہوتے رہتے ہیں ؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب ضروری ہے اور اس ضمن میں اگلے مالی سال میں فنڈز کی دستیابی پر ٹیپا، ایل۔ڈی۔اے سگنلز کی تنصیب کر دے گی۔

مغل پورہ تا جلو موڑ نہر کے دونوں اطراف آبادیوں میں سیوریج کی سہولت

*1115: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغلپورہ تا جلو موڑ نہر کے دونوں اطراف آبادیوں میں سیوریج کی سہولت میسر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے حکومت نے سیوریج سکیم کے لئے گرانٹ منظور کی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار نے پہلے سیور پائپ بعد میں ڈسپوزل پائپ ڈالا جس سے حکومت کا کروڑوں کا نقصان ہوا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ آبادیوں میں سیوریج کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) مغلپورہ سے فتح گڑھ تک نہر کے دونوں اطراف واسا کا سیور موجود ہے جبکہ فتح گڑھ پل سے لے کر جلو موڑ نہر تک واسا کا سیور موجود نہ ہے۔

(ب) حکومت نے ابھی تک مغلپورہ سے جلو موڑ نہر تک سیوریج سکیم کے لئے کوئی گرانٹ منظور نہیں کی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیونکہ ابھی تک واسا نے جلو موڑ سے لے کر فتح گڑھ تک کوئی سیور نہیں ڈالا اس لئے پہلے سیور پائپ اور بعد میں ڈسپوزل پائپ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) حکومت متذکرہ آبادیوں میں سیوریج کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور فتح گڑھ سے لے کر ہربنس پورہ پل تک نہر کے دونوں اطراف سیوریج ڈالنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ضروری منظوری اور فنڈ کی دستیابی کے بعد اس منصوبے پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ ہربنس پورہ پل سے لے کر جلو موڑ تک کا علاقہ واسا سروس ایریا سے باہر ہے اور اس علاقہ میں سیوریج ڈالنے کا ابھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔

پی پی-140 اور 148 لاہور میں فراہمی آب کا مسئلہ

*1563: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔140 اور پی پی۔148 میں مزنگ، سعدی پارک، بیگم روڈ، حمید علی پارک، علی پارک، رسول پارک (ٹیپو سلطان روڈ) وغیرہ میں واسا کی جانب سے ڈالے گئے پانی کے پائپ بہت زیادہ گہرائی میں ڈالے گئے ہیں جس کی وجہ سے علاقہ کے مکینوں کو پینے کا پانی حاصل کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا واسا ان علاقوں میں پانی کے پائپ کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔140 اور پی پی۔148 میں مزنگ، سعدی پارک اور بیگم روڈ کے علاقے داتا گنج بخش ٹاؤن میں شامل ہیں ان علاقوں میں پانی کے پائپ بہت زیادہ گہرائی میں نہیں ڈالے گئے ہیں۔ان علاقوں میں پانی کے پائپ کی گہرائی پانچ فٹ سے زیادہ نہیں ہے اور وہاں کے رہائش پذیر افراد کو پینے کے پانی کو حاصل کرنے میں کسی مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔

(ب) کیونکہ اوپر بیان کردہ علاقوں میں پانی کے پائپوں کی گہرائی بہت زیادہ نہیں ہے اس لئے ان کو تبدیل کرنے کی بھی ضرورت نہ ہے۔

T.E.P.A لاہور کے ترقیاتی منصوبے

*1564: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) T.E.P.A لاہور نے 2000 سے دسمبر 2002 تک شہر کی بہتری کے لئے کتنے منصوبے مکمل کئے ہیں ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی فہرست بیان فرمائیں؟

(ب) آئندہ سالوں کے دوران T.E.P.A لاہور میں کس کس جگہ کون کون سے منصوبے مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) T.E.P.A نے 2000 تا 2002 کے دوران لاہور شہر کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل منصوبے مکمل کئے ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت (ملین)	مدت تکمیل
1۔	تعمیر سڑک جناح چوک سے نیا ہوائی اڈا (علامہ اقبال انٹرنیشنل ائرپورٹ) روٹ نمبر 1	230.62	تین سال
2۔	منصوبہ کلمہ چوک برائے بہتری و کشادگی متصلہ چوک برکت مارکیٹ اور سنٹر پوائنٹ	45.36	ایک سال
3۔	تعمیر سڑک بائی پاس روڈ روٹ نمبر 1 یو بی ڈی کینال تا کالج روڈ	87.65	ایک سال

(ب) T.E.P.A نے لاہور کے لئے آئندہ سالوں میں مختلف منصوبے تجویز کئے ہیں اور ٹریفک میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان منصوبوں پر عمل کیا جائے گا۔ مذکورہ منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور مذکورہ منصوبوں کا تخمینہ لاگت تقریباً 7۔ارب روپے ہے۔

ہیڈ مسٹریس L.D.A ماڈل ہائی سکول (گرلز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2440: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) L.D.A ماڈل ہائی سکول (گرلز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ہیڈ مسٹریس کا نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، ڈومیسائل اور بھرتی کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے کہاں کہاں اور کس کس حیثیت سے فرائض انجام دیئے اس سکول میں کب سے تعینات ہیں؟

(ج) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے اثاثہ جات کے جو گوشوارے جمع کروائے ان کی تفصیل فراہم کی جائے، بھرتی کے وقت موصوفہ کی جائیداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(د) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے کتنی تنخواہ وصول کی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا بھرتی کے وقت موصوفہ کی تعلیمی اسناد کی متعلقہ اداروں سے تصدیق کرائی گئی تھی اگر کروائی گئی تھی تو نقل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہیڈ مسٹریس ایل ٹی اے ماڈل ہائی سکول (گرلز) کا نام عذرا توصیف دختر ایم۔اے حمید ہے، تعلیمی قابلیت ایم ایس سی باٹنی، بی۔ایڈ، بھرتی کی تاریخ 1986-09-01 ہے، ڈومیسائل پنجاب ضلع لاہور ہے۔

(ب) Head Mistress نے 1986-09-01 سے اسی سکول میں بطور سیکنڈری سکول ٹیچر فرائض انجام دیئے، 1986-09-01 سے 1990-06-30 تک فکسڈ تنخواہ پر تعینات رہیں، 1990-07-01 سے ریگولر گریڈ 16 میں 1995 تک کام کیا۔ 1995 میں سلیکشن گریڈ دے کر گریڈ سترہ میں کر دیا گیا۔ 2001-08-13 میں Head Mistress کا چارج دے دیا گیا۔ مئی 2005 میں ریگولر بنیاد پر بطور Head Mistress ترقی دی گئی اور آج کل بطور Head Mistress فرائض انجام دے رہی ہیں ان کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ 2006-05-26 ہے۔

(ج) Head Mistress کے فراہم کردہ اثاثہ جات کے گوشوارے کے مطابق ان کا ایک پلاٹ نمبر 112-U ڈیفنس لاہور ان کے والد صاحب ایم اے حمید کی طرف سے گفٹ کیا گیا تھا جس کو فروخت کر کے موجودہ گھر 86 اتاترک بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور 1996 میں خرید کیا۔ آج بھی وہی گھر ان کی ملکیت ہے۔

(د) Head Mistress نے بھرتی سے آج تک کل مبلغ 11,84,636 روپے بطور تنخواہ وصول کی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بھرتی کے وقت Head Mistress کی تعلیمی اسناد کی تصدیق متعلقہ اداروں سے نہ کروائی گئی کیونکہ ان کے پاس اصلی اسناد موجود ہیں جو کہ چیک کر لی گئیں۔ کسی بھی اہلکار یا ملازم کی اسناد کی تصدیق نہیں کروائی جاتی تاوقتیکہ ان اسناد میں کوئی شک و شبہ کا احتمال نہ پایا جائے۔

واسا شاہدرہ میں تعینات عملہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*2599: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واسا شاہدرہ میں تعینات سپروائزر، سب انجینئر اور ایس۔ڈی۔او کے نام مع ان کے شاہدرہ میں تعیناتی کا عرصہ بیان کیا جائے؟

(ب) واسا کے ایک سب ڈویژن میں ایک ملازم زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے اگر کوئی حد مقرر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) شاہدرہ میں تعیناتی عملہ:۔

نام	عہدہ	تعیناتی تاریخ
1۔اعجاز حسین بھٹی	SDO	جنوری 2002
2۔محمد رفیق	SE	14دسمبر 2000
3۔غلام سرور	WLI	18نومبر 2000
4۔کاشف جاوید	SE	7دسمبر 2001

(on pay & scale) (J.P.O)

(ب) ٹرانسفر پالیسی کے مطابق عرصہ تین سال بعد کوئی بھی ملازم تبدیل کیا جا سکتا ہے لیکن بعض اوقات ضرورت کے پیش نظر اور عوامی مفاد کی خاطر زیادہ عرصہ تک ایک جگہ تعینات رہ سکتے ہیں۔

گوجرانوالہ میں سیوریج کے تکمیل شدہ منصوبہ جات اور لاگت کی تفصیلات نیز سیوریج سسٹم کی صورتحال

*2917:لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک گوجرانوالہ شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے ان میں سے کتنے منصوبے حلقہ پی پی۔92 میں کہاں کہاں مکمل کئے گئے ان منصوبوں کی تفصیل مع لاگت و نام، ٹھیکیدار / فرم فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم دن بدن ناکام ہوتا جا رہا ہے، اکثر آبادیوں میں گندہ پانی کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے وبائی امراض پیدا ہو رہی ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ واسا (جی۔ڈی۔اے) نے گوجرانوالہ شہر میں سیوریج / نالہ کی مد میں 9 منصوبے خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت مکمل کئے جن پر مبلغ 18.865 ملین روپے ضلعی حکومت کی مد میں سے خرچ ہوئے ان منصوبوں کے نام، تخمینہ و تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان 9 منصوبوں میں نمبر 6 کا تعلق حلقہ پی پی۔92 سے ہے جن کی تفصیل مع لاگت، نام ٹھیکیدار / فرم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ واسا گوجرانوالہ کے عملہ کی شب و روز محنت سے گوجرانوالہ شہر کا 54 فیصد سیوریج سسٹم بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے جبکہ شہر کی 46 فیصد آبادی کے پاس سیوریج کی سہولت نہ ہے مزید یہ کہ شہر کا روزانہ 195 ملین گیلن گندہ پانی ہوتا ہے جبکہ واسا صرف 115 ملین گیلن پانی نکالنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ لہذا 80 ملین گیلن پانی ان آبادیوں میں مختلف نشیبی جگہوں پر کھڑا ہو جاتا ہے جو تعفن اور بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ واسا نے تین سالہ ماسٹر پلان پانی اور سیوریج کے نظام کی بہتری کے لئے تیار کیا ہے جس کے پہلے فیز کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے دے دی ہے جس کا تخمینہ اور PC-1 تیار کر کے P&D Department میں بھیج دیا گیا ہے جس کی منظوری کے بعد مالی اور انتظامی کارروائیاں مکمل کر کے کام شروع کروایا جائے گا۔

(ج) جز(ب) کا جواب تفصیل سے اوپر درج ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ گوجرانوالہ کے دوران شہر کے سیوریج اور واٹر سپلائی کی ترقی کے لئے 25 کروڑ کے پیکج کا اعلان کیا تھا جس میں سے 20 کروڑ روپے شہر کے سیوریج کی بہتری و فراہمی پر خرچ کئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں اسٹیمیٹ بنا کر حکومت کو بھجوائے جا چکے ہیں جونہی منظوری ہو گی ان پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

پی پی-92 گوجرانوالہ۔نصب ٹیوب ویلوں کی تمام تفصیلات اور پینے کے صاف پانی کا مسئلہ

*2918:لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی-92 گوجرانوالہ میں پانی کی سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کہاں کہاں اور کتنی لاگت سے لگائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ابوبکر پارک کھیالی، کلر آبادی اور نوشہرہ روڈ کو جو پانی پینے کے لئے سپلائی کیا جارہاہے وہ گندہ اور اس میں کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اسی طرح حلقہ پی پی-91 کے علاقہ پیپلز کالونی کو بھی صاف پانی نہ مل رہاہے؟

(ج) کیا حکومت اس مضر صحت پانی کی سپلائی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان علاقوں کو صاف ستھرا پانی پینے کے لئے فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا گوجرانوالہ نے پی پی-92 میں کوئی ٹیوب ویل نہ لگایا ہے جو ٹیوب ویل لگے ہیں وہ میونسپل کارپوریشن اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے لگائے تھے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ابوبکر پارک کھیالی اور کلر آبادی میں واسا کی واٹر سپلائی نہ ہے۔ جن آبادیوں میں واسا کی واٹر سپلائی ہے ان میں کچھ گلیوں میں لوگوں کی اپنی پائپ لائنیں عرصہ تقریباً 30 سے 35 سال پرانی ہیں جن کی وجہ سے ان کے گھروں میں گندہ پانی ان پائپوں کے ذریعے جاتاہے۔ واسا کی کوئی واٹر سپلائی کسی سیور سے نہ ملی ہوئی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی شکایت محکمہ کے پاس آتی ہے تو محکمہ فوری طور ان لوگوں کو مدد فراہم کرتاہے۔ کچھ علاقے وزیر اعلیٰ پنجاب کے پیکج میں شامل کئے گئے ہیں۔ منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا اس سے مزید بہتری ہو جائے گی۔ واسا گوجرانوالہ ہر سال پانی لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتاہے ان نتائج کی روشنی میں واسا گوجرانوالہ کا پانی مضر صحت نہ ہے۔

L.D.A میں مطلوبہ سٹاف کی دستیابی کے باوجود مستعار الخدمتی اہلکار کا جواز

*3260: چوہدری عبدالغفور خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر نوید انور (D.L.D) ایل۔ڈی۔اے جو کہ پاکستان ریلوے، حکومت پاکستان میں گریڈ 16 کا مستقل ملازم ہے اور ایل۔ڈی۔اے میں مستعار الخدمتی پر کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نوید انور جو کہ اکاؤنٹ گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔اس کو L.D.A میں اکاؤنٹ برانچ میں خدمات سرانجام دینے کے لئے مستعار الخدمتی پر حاصل کیا گیا تھا مگر اب اس کو گریڈ 17 کی بجائے گریڈ 19 کی اسامی پر لگایا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ L.D.A میں اس وقت اس سے کافی سینئر افسران فارغ بیٹھے تنخواہیں حاصل کر رہے ہیں جبکہ گریڈ 16 کے مستعار الخدمتی اہلکار کو گریڈ 19 اور 18 کی دو اسامیوں کا چارج دے رکھا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اہلکار انتہائی بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ملکوں کی شہریت بھی رکھتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نے ایل۔ڈی۔اے میں اپنی متعلقہ برانچوں میں اپنی مرضی کا سٹاف لگوایا ہوا ہے؟

(و) کیا حکومت مسٹر نوید انور کی خدمات واپس کرنے اور فارغ بیٹھے سینئر سٹاف سے کام لینے کے لئے ان کی پوسٹنگ بطور D.L.D اور دیگر اسامیوں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بمطابق ایل۔ڈی۔اے ریکارڈ جیسا کہ ایک سوال نمبر 2093 کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر نوید انور اکاؤنٹس گروپ گریڈ 18 کے آفیسر ہیں جو حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر E-1-2-1/2001 مورخہ 18-11-2002 کے تحت ایل۔ڈی۔اے میں مستعار الخدمتی پر تعینات ہوئے۔

(ب) درست نہ ہے۔مذکورہ آفیسر کو اس کے گریڈ کے حساب سے اکاؤنٹ گروپ میں ڈپٹی

ڈائریکٹر ایگزیمنشن اور اکاؤنٹس لگایا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ایل۔ڈی۔اے کا کوئی بھی آفیسر نہ تو فارغ ہے اور نہ ہی اس کی تعیناتی بغیر کسی وجہ سے روکی گئی ہے۔ مذکورہ آفیسر گریڈ18 کا ہے اور جیسا کہ اسمبلی سوال نمبر2093 کے جواب میں تذکرہ ہے کہ اس کو ڈائریکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ کی عدم موجودگی میں اس کے کام کی دیکھ بھال کے لئے اضافی چارج دیا گیا تھا جو کہ واپس لے لیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) مذکورہ آفیسر کی خدمات واپس کر دی گئی ہیں۔

واسا میں تعینات انسپکٹر کے ٹرانسفر آرڈرز پر عمل درآمد کی صورتحال

*3295: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی محمد سلیم انسپکٹر واسا سب ڈویژن مغل پورہ لاہور میں تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسپکٹر کا تبادلہ ہوا تھا تو کب اور کس ڈویژن میں اور وجہ کیا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسپکٹر کو دوبارہ سب ڈویژن مغل پورہ میں تعینات کیا گیا کب اور کس کی سفارش پر؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازم ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال سے زیادہ تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ انسپکٹر کو تبدیل کرنے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ انسپکٹر مغلپورہ سب ڈویژن میں کام کر رہا تھا جس میں غازی آباد اور تاج پورہ کا علاقہ

بھی شامل تھا۔ جنوری 2002 میں واسا سب ڈویژنوں کو ٹاؤنز میں تبدیل کرتے ہوئے یہ علاقے عزیز بھٹی ٹاؤن میں آنے کی وجہ سے ایک نئی سب ڈویژن تاج پورہ بنائی گئی جس کی وجہ سے محمد سلیم انسپکٹر کو بھی تاجپورہ سب ڈویژن میں لگا دیا گیا۔

(ج) واسا سٹاف کی سب ڈویژن کے حجم کے مطابق مناسب تقسیم کے دوران محمد سلیم انسپکٹر کو مغلپورہ سب ڈویژن میں تعینات کیا گیا اس میں کسی بھی سفارش کا دخل نہ تھا۔

(د) سرکاری ملازم ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال تک تعینات رہ سکتا ہے۔ کسی کوتاہی کی صورت میں وہ تین سال سے پہلے بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور اچھی کارکردگی کی صورت میں اس کی تعیناتی تین سال سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(ہ) واسا مذکورہ انسپکٹر کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور اس کے خلاف کسی قانونی کارروائی کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مذکورہ انسپکٹر ایک محنتی اور جفاکش ورکر ہے اور اس کی علاقہ میں تعیناتی عوام اور واسا کے مفاد میں ہے۔

تحصیل فیروزوالا کی یو۔سی 30 اور 31 میں صاف پانی اور سیوریج سسٹم سکیموں کی تمام تر تفصیلات

*3876: رانا تجمل حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واسا) نے تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسل نمبر 30 اور 31 کی کون کونسی آبادیوں میں جون 2001 سے آج تک پینے کے صاف پانی اور سیوریج سسٹم کی کتنی سکیمیں مکمل کیں۔ ان سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کیا ہے ان سکیموں کے ٹینڈر اگر اخبارات میں دیئے گئے تھے تو ان اخبارات کی کاپیاں، جائزہ رپورٹ، ورک آرڈر اور بل کی آخری ادائیگی کی کاپیاں ایوان میں پیش کی جائیں نیز یہ سکیمیں محکمہ کے کن کن افسران / عملہ کی زیر نگرانی مکمل ہوئیں ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واسا) نے تحصیل فیروزوالہ کی یونین کونسل نمبر 30 کی آبادی عظیم پارک اور ایاز پارک کو پینے کا صاف پانی کب فراہم کیا اور اس سے آبادی کے کتنے افراد استفادہ کر رہے ہیں اس سے محکمہ کو آج تک کتنا ریونیو اکٹھا ہوا نیز مذکورہ یونین کونسل کی

آبادی محمود کالونی کو فراہم کئے گئے سیوریج سسٹم کو محکمہ واسا کے سیوریج سسٹم سے منسلک کرنے کے احکامات کب جاری کئے گئے کیا حکومت ایسی مزید آبادیوں کو یہ سہولتیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسل نمبر 30 اور 31 میں سٹی گورنمنٹ بننے کے بعد رحمت کالونی و بوٹا پارک اور سیف حبیب پارک کے کچھ حصہ میں واسا نے سیور اور واٹر سپلائی پائپ لگایا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) واسا لاہور نے تحصیل فیروز والا کی آبادیوں کے عظیم پارک اور ایاز پارک میں ابھی تک واٹر سپلائی کی کوئی لائن نہیں لگائی ہے۔ البتہ کچھ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پائپ لگا کر واسا سے پانی کے کنکشن حاصل کئے ہیں جن کے بل ادا کر دیئے ہیں۔ ایسے کنکشنوں کی تعداد 60 یا 70 ہے، محمود کالونی یا یونین کونسل نمبر 30 اور فیروز والا شیخوپورہ کی کسی اور آبادی میں سیور لگانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

چک نمبر 615 گ۔ب فیصل آباد میں واٹر سپلائی سکیم کا قیام

*3912: ملک خالد محمود وٹو: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 615 گ۔ب فیصل آباد میں واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت واٹر سپلائی سکیم قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ:

(الف) واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 615 گ۔ب ضلع فیصل آباد سپیشل پروگرام برائے لوکل ڈویلپمنٹ کے تحت سال 96-1995 میں شامل ہوئی جس کی منظوری کمشنر فیصل آباد نے بذریعہ چٹھی نمبری D(Dev)(9)30/1353-62 مورخہ 27-06-1996 کو مبلغ 23.67 لاکھ روپے کی دی۔ مذکورہ سکیم پر کام اکتوبر 1996 میں شروع کیا گیا اور جون 2000 میں سکیم مکمل ہو گئی۔ لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے گاؤں میں کوئی ہاؤس کنکشن نہ ہو سکا۔ اس دوران واپڈا کو بل ادا نہ کرنے پر محکمہ نے ٹرانسفارمر سکیم سے واپس اٹھوالیا۔

(ب) اب سکیم کی دیکھ بھال و مرمت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن تاندلیانوالا کے ذمہ ہے۔ اس سال O&M کی مد میں 2.60 لاکھ روپے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو ملے ہیں جس سے سکیم کو چالو کر دیا جائے گا۔

چائینہ سکیم گجرپورہ لاہور۔ رقبہ، بلاکس، پلاٹس اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3931: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے گجرپورہ میں چائینہ سکیم کے نام سے ایک رہائشی سکیم بنائی تھی، سکیم کتنے رقبہ پر محیط ہے، کب شروع ہوئی اور کب مکمل ہوئی۔ سکیم ہذا میں کل کتنے بلاک ہیں اور ہر بلاک میں پلاٹوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم چین کے تعاون سے بنائی گئی تھی، متذکرہ سکیم کے لئے چین نے کل کتنی رقم مہیا کی تھی، کتنی خرچ ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم شروع کرتے وقت اس میں فراہم کردہ بنیادی سہولتوں میں سوئی گیس بھی شامل تھی جو آج تک نہیں دی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکیم میں سوئی گیس کی سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے گجرپورہ ہاؤسنگ سکیم بنائی ہے مگر گجرپورہ کے اندر چائینہ سکیم کے نام سے کوئی سکیم نہ بنائی گئی ہے۔

گجرپورہ کا کل رقبہ 527۔ایکڑ ہے یہ سکیم 1992 میں مکمل ہوئی اس سکیم کے کل 9 بلاک ہیں، بلاک وائز پلاٹوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

بلاک	تعداد	بلاک	تعداد
A/1	365	C/1	618
A/2	1568	C/2	998
B/1	1234	D/1	1928
B/3	1099		

کل پلاٹوں کی تعداد 10137 ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سکیم چین کے تعاون سے بنائی گئی تھی اور نہ ہی چین نے کوئی رقم مہیا کی تھی اس پر 249.956 ملین روپے خرچ ہوئے تھے، (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور یہ رقم ورلڈ بنک نے loan کے طور پر مہیا کی تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ سوئی گیس بنیادی سہولتوں میں شامل تھی اور اس کے لئے مالکان پلاٹ نے اضافی ترقیاتی فیس ایل ڈی اے کو دینی تھی جو کہ ابھی تک مکمل وصول نہ ہوئی ہے، تاہم ایل۔ڈی۔اے نے عوام کی سہولت کے لئے جون 2003 کو 38.252 ملین روپے برائے فراہمی سوئی گیس اپنی جانب سے محکمہ ایس۔این۔جی۔پی۔ایل کو جمع کروا دیئے ہیں اور چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ہونے والی میٹنگ مورخہ 04-1-7 کو فیصلہ کیا گیا ہے کہ محکمہ ایس۔این۔جی۔پی۔ایل دسمبر 2005 تک سوئی گیس کی فراہمی کو یقینی بنائے گا۔

(د) جواب بمطابق جز (ج)۔

ضلع قصور۔ سرکاری رہائشی سکیموں اور الاٹمنٹس کی تفصیلات

*3958: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت نے سال 1985 سے آج تک ضلع قصور میں سرکاری سکیم کے تحت کتنی رہائشی سکیمیں تیار کیں اور کتنے پلاٹ غریب / غرباء میں تقسیم کئے ہیں؟

(ب) کیا ان آبادیوں میں بنیادی ضرورتیں اور سہولیات موجود ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم قصور 50۔ایکڑ رقبہ پر 1984-85ء میں مکمل کی گئی۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	پلاٹ سائز	کل پلاٹ	آلاٹ شدہ پلاٹ	بقایا پلاٹ
I-	1 کنال	40	33	07
II-	10 مرلہ	117	103	14
III-	7 مرلہ	126	95	31
IV-	5 مرلہ	170	154	16
V-	3-1/2 مرلہ	308	144	164
	کل میزان	761	529	232

(2) یریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی 42۔ایکڑ رقبہ پر 87-1986 میں مکمل کی گئی، پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پلاٹ سائز	کل پلاٹ	الاٹ شدہ پلاٹ	بقایا پلاٹ
(i)	1کنال	41	10	31
(ii)	10مرلہ	69	12	57
(iii)	7مرلہ	55	34	21
(iv)	5مرلہ	147	141	06
(v)	3-1/2مرلہ	66	65	01
	کل میزان	378	262	116

(ب) ایریاڈویلپمنٹ سکیم قصور۔

ایریاڈویلپمنٹ سکیم قصور میں واٹر سپلائی، سیوریج، سڑکوں و بجلی کا کام 85-1984 میں مکمل ہوا، مذکورہ سہولتیں مورخہ 31-05-1990 کو میونسپل کمیٹی قصور اور واپڈا کے سپرد کر دی گئی۔

ایریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی

ایریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی میں واٹر سپلائی، سیوریج و سڑکوں کا کام 87-1986 میں مکمل ہوا تاہم بجلی کا کام مکمل ہونا باقی ہے۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹر T.E.P.A، پانی کے بل کا مسئلہ

*4281: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زعیم حیدر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر T.E.P.A میں دسمبر 1993 سے 24۔اپریل 2000 تک اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی رہائش کا پانی کا بل محکمہ WASA ہر مہینے اس کی تنخواہ سے deduct کرتا رہا ہے، مگر محکمہ نے دوران ملازمت کا وہ بل بھی دوبارہ جمع کروانے کے لئے بھجوا دیا جو کہ پہلے سے جمع شدہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسسٹنٹ ڈائریکٹر مذکورہ کا دوران سروس تنخواہ سے deduct کیا گیا پانی کا بل ختم کر کے 24-02-2000 کے بعد کے

عرصے کا بل جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ جمع کروایا جا سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ ٹیپا نے تنخواہ سے پانی کے بل کی کٹوتی کر کے واسا کو دے دی تھی۔

(ج) پانی کے بل کا مسئلہ پہلے ہی حل ہو چکا ہے۔ مذکورہ آفیسر کا revised بل مبلغ 1237 روپے 94-12-1 سے 2000-4-24 تک کا بل جاری کر دیا گیا تھا جس کی ادائیگی ہو چکی ہے اور اس کے بعد کے عرصے کا بل باقاعدگی سے جاری ہو رہا ہے اور بقایا جات نہ ہیں۔

ایل۔ڈی۔اے لاہور، 2002 تاحال، بھرتی کی تفصیل

*4302: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ایل۔ڈی۔اے لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2000 سے آج تک ایل ڈی اے میں صرف ایک فرد کو بھرتی کیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	فرحت عباس
ولد	محمد حیات گوندل
سکیل	BS-5
تعلیم	میٹرک
ڈومی سائل	سرگودھا

موجودہ پتہ:۔فلیٹ نمبر 4 I-C-III -بلاک ایل ڈی اے فلیٹس علامہ اقبال ٹاؤن

(ب) فرحت عباس ولد محمد حیات گوندل کو سرکاری نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-2-42/92 مورخہ 1993-8-28 رولز 17-A کے تحت بھرتی کیا گیا۔

(ج) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کمیٹی میٹنگ نے مورخہ 2003-9-18 کو رولز نمبر 17-A کے مطابق ایل۔ڈی۔اے کے ایک آفیسر محمد حیات گوندل (مرحوم) ڈپٹی ڈائریکٹر جو کہ اپنی سروس کے دوران قتل کر دیئے گئے کا ایک بیٹا بھرتی کیا اور اس رولز کے تحت کسی میرٹ کی ضرورت نہ ہے۔اتھارٹی کے ممبران کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ نوٹیفکیشن مورخہ 1993-8-28 کے تحت کسی تشہیر وغیرہ کو مدنظر رکھنا ضروری نہ ہے۔

(ہ) ایل۔ڈی۔اے کے ایک آفیسر محمد حیات گوندل (مرحوم) ڈپٹی ڈائریکٹر کو دوران سروس قتل کر دیا گیا تھا لہذا ان کے ایک بیٹے کو ایل۔ڈی۔اے اتھارٹی نے عمر میں رعایت دے کر بھرتی کیا۔

ملتان۔سیور مینوں کی تعداد میں اضافے کا مسئلہ

*4333: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان شہر میں 362 کلو میٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے کل 291 (سیور مین) کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں 350 کلو میٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے کل 1738 (سیور مین) کام کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور میں 350 کلو میٹر لمبی سیوریج پائپ لائن کی صفائی کے لئے 1738 سیور مین جبکہ ملتان میں 362 کلو میٹر لمبی سیوریج

پائپ لائن کی صفائی کے لئے صرف 291 سیور مین کے فرق کو ختم کرتے ہوئے لاہور W.A.S.A کے مطابق سیور مین رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ صفائی کا نظام بہتر ہو سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ ملتان شہر میں تقریباً 900 کلو میٹر لمبی لائنوں کی صفائی کے لئے 291 سیور مین کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ لاہور شہر میں 3600 کلو میٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے 1738 سیور مین کام کر رہے ہیں۔

(ج) واسا ملتان میں ریونیو کی وصولی کم ہونے کی بناء پر زیادہ سیور مین نہیں رکھے جا سکتے جونہی ریونیو کی وصولی پہلے سے بہتر ہوئی سیور مینوں کی تعداد حکومت پنجاب کی منظوری سے بڑھائی جائے گی۔

حکومت کی زمین گرین بلڈنگ چوبرجی لاہور میں شامل کرنے اور کروانے والے افراد / ملازمین کے خلاف کارروائی

4501: جناب افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد آصف ولد محمد شریف مالک گرین بلڈنگ واقع 31/32 ملتان روڈ چوبرجی لاہور نے L.D.A کی ملی بھگت سے L.D.A کی 12 مرلے سڑک کی زمین اپنی بلڈنگ میں شامل کر لی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد آصف ولد محمد شریف اور L.D.A کے متعلقہ افسران کے خلاف بے شمار اشخاص نے مختلف افسران کو تحریری شکایات درج کروائیں مگر ان شکایات پر کوئی توجہ نہ دی گئی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اپنی بارہ مرلے زمین جس کی ملکیت تقریباً 2 کروڑ روپے ہے، قبضہ گروپ سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بمطابق منظور شدہ سکیم پلان پلاٹ نمبر 38 اور 39 تبدیل شدہ نمبر (31 اور 32) کا رقبہ بالترتیب 19 مرلے 47 مربع فٹ اور ایک کنال ایک مرلہ اور 129 مربع فٹ ہے، تاہم بعد ازاں Lahore Improvement Trust کی قرارداد کے مطابق پلاٹ نمبر 31 اور 32 سکیم کی حدود سے خارج کر دیئے گئے اور سکیم پلان revised کر دیا گیا۔ دونوں سکیم پلان کی کاپیاں تتمہ (الف)، (ب) اور ٹاؤن پلانر سے جاری شدہ این او سی کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے کہ پلاٹ مذکورہ کے متعلق درخواستیں موصول ہوئی تھیں تاہم یہ قابل عمل نہ تھیں چونکہ سکیم پلان کے مطابق پلاٹ مذکورہ سکیم پلان سے باہر تھے۔

(ج) ۔ایضاً۔

جائیکا/واسا واٹر سپلائی پراجیکٹ فیصل آباد کے سروے، طریق کار اور لاگت کی تفصیل

*4506: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ JICA/W.A.S.A water supply project for faisalabad کے لئے ایک socio-economic base line survey کروایا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو socio-economic survey کس consultant یا consultancy company سے کروایا گیا؟

(ج) اس S.E.Survey کو conduct کروانے کے لئے کوئی اخبار میں اشتہار دیا گیا اگر نہیں دیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) جس company نے یہ survey کیا اس کی history اور consultant کا profile کیا ہے؟

(ہ) socio-eco survey کی sample survey کے questionare میں کیا کیا سوالات تھے، mode of survey, methodology کیا اختیار کیا گیا تھا cost ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(و) J.I.C.A کے مطابق Survey کے under Jhang Branch Canal کے ground water source tap کرنے کے لئے 20 معززین نے consent دی ہے اور اپنا موقف دیا ہے کہ تمام لوگ اس project کے حق میں ہیں ان 20 معززین کے نام، land holding in the area, social status and addresses کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ J.I.C.A کے کنسلٹنٹ نے Project for improvement of water supply in Faisalabad کے لئے s.o.c.i.o-economic survey for installation of Tubewell سروے کروایا ہے۔

(ب) جائیکا کے کنسلٹنٹس نے یہ سروے اپنے مکمل اطمینان کے مطابق M/S National Engineering Corporation Karachi کے ذریعہ کروایا۔

(ج) یہ سروے J.I.C.A کے کنسلٹنٹس نے اپنے طریق کار کے مطابق کروایا ہے جو کہ ان کی حکومت جاپان کی طرف سے ہدایات کی روشنی میں اپنی assignment تھی۔ واسا فیصل آباد کا اس سروے کے conduct کروانے میں کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(د،ہ) کمپنی کے سروے اور اس کی تاریخ (History) اور کنسلٹنٹس کے profile کا تعین J.I.C.A کی صوابدید پر ہے جو کہ حکومت جاپان کی طرف سے پاکستان میں نمائندہ کے طور پر متعین ہے، علاوہ ازیں سوالات کا تعین بھی حکومت جاپان کی خواہش کے مطابق J.I.C.A اسلام آباد نے اپنے Consultant سے مشورہ کے بعد کیا۔ جہاں تک Methodology or Mode of Survey کا تعلق ہے تو یہ مسلمہ اصولوں کے تحت J.I.C.A اسلام آباد نے نہایت باصلاحیت اور خصوصی طور پر تربیت یافتہ افراد کے ذریعے کروایا جبکہ اس تمام سروے کی اجرت (cost) حکومت جاپان نے J.I.C.A کے ذریعے کی ہے، سروے رپورٹ میں دیئے گئے سوالنامہ کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(و) واسا کو معلوم نہ ہے کیونکہ یہ سروے ایک غیر جانبدار ایجنسی کے ذریعے غیر ملکی ذرائع نے اپنے طور پر کروایا ہے اور واسا اس میں مداخلت کا مجاز نہ ہے اس لئے ان کے نام واسا کے علم

میں نہ ہیں۔ واسا کو سرکاری طور پر اس میں شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی واسا نے کوئی logistic متعلقہ Consultants کو فراہم کی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

اراکین اسمبلی کو جسٹس آف پیس بنانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اگر ادھر توجہ فرمائیں تو میں عرض کروں کہ پچھلے اجلاس کے دوران میں نے ایک point raise کیا تھا جو کہ procedure of Court میں Justice of Peace کے متعلق تھا کہ ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہو سکتے ہیں اور ریٹائرڈ ججز بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ براہ مہربانی اس میں پہلے ممبر آف پارلیمنٹ تھے اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی جو میں نے یہاں پر بیان بھی کی تھی کہ بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ اس کی attestation کر دیں۔ جن لوگوں کے 50,000 روپے سے کم پیسے بنکوں میں ہوتے ہیں اور وہ فوت ہو جاتے ہیں اور ان کے وارثان جب apply کرتے ہیں تو finally بنک کہتا ہے کہ جسٹس آف پیس سے اس کو attest کروا کر لائیں تو یہ پیسے آپ کو دیئے جائیں گے۔ اب اس میں لاء ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب نے جو نوٹیفکیشن کیا ہے تو اس میں اگر یہ ممبر آف پارلیمنٹ کو بھی include کر دیں تو یہ لوگوں کے لئے آسانی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مسئلہ ہے کہ جو ہمیں روزدرپیش ہوتا ہے تو لاء منسٹر صاحب نے اسی وقت یہ کہا تھا کہ ٹھیک ہے اور ہم یہ جاری کر دیں گے لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی تک انہوں نے اس بارے میں سوچا بھی نہیں ہے تو میں یہ لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ensure کروا دیں کہ وہ کتنی دیر تک یہ نوٹیفکیشن جو کہ پنجاب حکومت کے لئے ایک معمولی سا کام ہے کروائیں گے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب! اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہم نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لکھا تھا اور آج ہی جب محترم ارشد بگو صاحب بات کر رہے تھے تو میں نے ایڈیشنل لاء سیکرٹری کو کہا ہے کہ

ہوم ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ اس پر ابھی تک عملدرآمد کیوں نہیں ہوا اگر نہیں ہوا تو اس میں کیا امر مانع ہے، اس سلسلے میں ان کی طرف سے جو بھی جواب آئے گا میں جناب کی خدمت میں عرض کردوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بگو صاحب! آپ بے شک لاء منسٹر صاحب سے چیمبر میں مل لیجئے گا۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ لاء منسٹر صاحب نے کیا کہا ہے، آپ مہربانی کرکے ہمیں بتادیں شکریہ، یہ ان سے بھی پوچھ لیں کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب!

سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل راولپنڈی کا مقید سابق سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی سے اراکین اسمبلی کی ملاقات کرانے سے انکار

راجہ طارق کیانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی حالیہ قومی اسمبلی کے اجلاس کے اندر بھی اس بات پر قاضی حسین احمد اور مخدوم امین فہیم نے بڑی بحث و تمحیص کی اور وہاں کے سپیکر موصوف نے یہ رولنگ دی کیونکہ اس انتہائی matter of interest کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے اس لئے اس پس منظر میں، میں اپنے لاء منسٹر کی توجہ ایک منٹ کے لئے چاہوں گا کیونکہ میری یہ گزارش اس شخص کے بارے میں ہے جو پاکستان کے سب سے مقتدر ادارے قومی اسمبلی پاکستان کا سپیکر رہا اور پاکستان کی سرزمین کا عبوری طور پر صدر مملکت رہا اور اس وقت وہ اڈیالہ جیل کے اندر بند ہے میری مراد یوسف رضا گیلانی صاحب ہے۔ آپ نے بھی پڑھا ہوگا اخبارات کے اندر ملکی و غیر ملکی اخبارات کے اندر اپوزیشن کے تمام اکابرین نے پنجاب گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلوانے کی کوشش کی ہے اور میں بھی لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس وقت اڈیالہ جیل میں یوسف رضا گیلانی کے سیل سے کتب کو اٹھالیا گیا ہے، اس کے ہاتھ سے قلم واپس لے لئے گئے ہیں اور ان کی ملاقات پر پابندی لگادی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹ صاحب سے جب ہم رابطہ کرتے ہیں تو وہ بڑے معصومانہ استدلال سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہیں ملاقات جو دس دن میں یا پندرہ دن میں due ہے وہ تو کروادی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب پنجاب حکومت نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو، سپرنٹنڈنٹ جیل کو جیل مینول کے تحت ملاقات

کے discretionary اور صوابدیدی اختیارات دے رکھے ہیں تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ صوابدیدی اختیارات ڈکیتوں، بنارسی ٹھگوں، زانیوں اور وہاں پر بند قاتلوں کے لئے تو بروئے کار آ رہے ہیں مگر قومی اسمبلی کے سپیکر اور قائم مقام صدر کے لئے جب ان اختیارات کو بروئے کار لانے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ سپرنٹنڈنٹ معصومانہ انداز میں اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ عظیم جمہوری آئینی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ ہوم ڈیپارٹمنٹ، جیل سپرنٹنڈنٹ، IG Prisons کو یہ ہدایات جاری کریں کہ وہ یوسف رضا گیلانی کے معاملے میں ان کو جو صوابدیدی اختیارات ہیں وہ وقار کے ساتھ ان کو بروئے کار لائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے جو فرمایا ہے وہ میں نے سنا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ چیک کرنے والی بات ہے کہ اصل صورتحال کیا ہے؟ دوسرا میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ صوابدیدی اختیارات تو جس شخص کی صوابدید ہوتی ہے وہ اپنی صوابدید پر ہی اس کو استعمال کرتا ہے لیکن میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ensure کرایا جائے گا کہ قانون اور ضابطے کے مطابق ان کو جو سہولیات حاصل ہیں وہ بھی ملنی چاہئیں اور ان کی ملاقات بھی ہونی چاہئے، انشاء اللہ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب تک اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہوتا سپیشل لاؤڈ سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ٹھیک کر رہے ہیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سپیشل لاؤڈ سپیکر لاء منسٹر صاحب کے پاس لگوا دیا جائے کیونکہ وہ اکثر جواب دیتے رہتے ہیں اور ہم ہر چیز سے محروم رہتے ہیں۔ اس وقت تک ایک سپیشل لاؤڈ سپیکر ان کا لگوا دیں۔

جناب سپیکر: ان کا لگا دیں یا آپ کا لگا دیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ یوسف رضا گیلانی صاحب کا معاملہ وہ ڈپٹی سپیکر بھی رہے ہیں more over he is from Multan Station and میں بھی اسی مٹی سے ہوں، ہم mates بھی ہیں اس لئے یہ حقیقت ہے یہاں اور دوست بھی بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں ہمیں کچھ سمجھ نہیں آیا اس لئے I am quite serious about it کہ ان کے لئے کوئی سپیشل لاؤڈ سپیکر ایسا لگا دیں تاکہ ہم ان کی بات سمجھ اور سن سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں راجہ بشارت صاحب بھی یہاں پر ہیں "نوائے وقت" ایک بڑا قومی اخبار ہے اس میں آج یہ خبر ہے کیونکہ ان کا حلقہ انتخاب بھی گجرات ہے تو لکھا ہے کہ "گجرات، مقامی ایم۔پی۔اے کے ڈیرے پر چھاپہ، تاوان کے لئے مغوی نوجوان برآمد، سات ملزم بھاری اسلحہ سمیت گرفتار دو اشتہاری پانچ ساتھیوں کے ساتھ فرار" اس سے ہمارے جتنے بھی یہاں فاضل اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں یہ لوگوں پر بڑا غلط message جا رہا ہے کہ کیا جتنے ہمارے ڈیرے ہوتے ہیں ان پر کرائم کرنے والے اشتہاری لوگ بیٹھتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ یہ ٹائم لے کر اس کی وضاحت کریں کہ وہ کونسا مقامی ایم۔پی۔اے ہے، اس کا نام نہیں لکھا ہے، اگر وہ خبر ٹھیک ہے تو اس ایم۔پی۔اے کا گھیراؤ کیا جائے اس کو بتلایا جائے کہ تمہارے ڈیرے پر یہ لوگ کیوں آتے ہیں اور اگر نہیں ہے تو ہمیں اخبار والوں کے ساتھ رابطہ کرنا چاہئے کہ یہ کیوں اس قسم کی غلط خبر دیتے ہیں۔ ابھی کل رشید بھٹی صاحب کا معاملہ آیا ہے، پتا نہیں انہیں کیا خاموشی لے کر بیٹھی ہوئی ہے مگر یہ میری بات سن لیں کہ یہ اگر اس طرح خاموش رہے تو ان کے ساتھ بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، شکریہ، اب ہم Privilege Motion take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 39 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی طرف سے پیش ہو چکی ہے اور pending ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

ڈی ایس پی انوسٹی گیشن گوجرانوالہ سٹی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ کی عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کے حوالے سے یہاں پر---

سید ناظم حسین شاہ: راجہ صاحب! براہ مہربانی ذرا اونچا بولیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ شاہ صاحب کی نشست میرے ساتھ یہاں لگا دیں تاکہ انہیں کم از کم سننے میں دقت نہ ہو۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ لاء منسٹر ہیں انہوں نے hat trick کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ساؤنڈ سسٹم کا کوئی حل کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ماشاء اللہ ان کی آواز بڑی رسیلی ہے، جادو بھری ہے ذرا اونچی آواز میں کہنے سے کیا ہو جائے گا، ہم ذرا سن لیں گے، میں مذاق نہیں کر رہا حقیقتاً ہم آپ کی بات نہیں سمجھ سکتے آپ ذرا اونچی بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو مائیک سسٹم کی روزانہ بات ہوتی ہے ماشاء اللہ راجہ صاحب کی height کا بھی اس میں ایک factor ہے۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی ان کی height بہت اچھی ہے ان کی مائیک تک نہیں آتی میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک مائیک جو بہت چھوٹا سا ہوتا ہے وہ مل جاتا ہے وہ کالر پر لگ جاتا ہے، کم از کم یہ جو روز کی بات ہے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے اگر صرف راجہ صاحب کے وہ کالر مائیک لگا دیا جائے تو وہ بہت helpful رہے گا، یہ بہت چھوٹی رقم سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل آپ کی عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کے حوالے سے یہاں پر بہت بات ہوئی تھی اور میں نے یہ گزارش کی تھی، میں خود یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ یہاں پر موجود ہر رکن اسمبلی خواہ اس کا تعلق ٹریژری بنچز سے ہے یا اپوزیشن بنچز سے اس کا استحقاق اس پوری اسمبلی کا استحقاق ہے۔ میں نے اس سلسلے میں کل یہ گزارش کی تھی کہ ہمیں اس سلسلے میں تحریک استحقاق داخل کرواتے ہوئے تھوڑی سی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور کم از کم ہم جو انتہائی چھوٹے چھوٹے معاملات پر تحریک استحقاق لے کر آ جاتے ہیں اس پر ہمیں تھوڑا سا احتیاط سے کام لیتے ہوئے اگر اس معاملے کو ہم آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں، آپ کے نوٹس میں لے آئیں، آپ اس کا نوٹس لے لیں تو شاید ہم اس embarrassment سے بچ جائیں جو ایوان میں ہوتی ہے۔ میں نے کل یہ کہا تھا کہ ممبران کی تحریک استحقاق کو oppose کرتے ہوئے مجھے کوفت محسوس ہوتی ہے کہ اگر میرے کسی بھائی کا استحقاق مجروح ہوا ہو تو میں اس کو oppose کیسے کروں؟ میں اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا لیکن آج بھی کوئی چار کے قریب تحاریک استحقاق آئی ہیں تو میرے بھائیوں نے کل اس بات پر توجہ نہیں دی اگر وہ مجھ سے پہلے بات کر لیں۔ آج میرے پاس مہر اشتیاق صاحب تشریف لائے تھے کل انہوں نے ایک تحریک استحقاق دی، آج میں نے اس پولیس آفیسر کو بلایا ہوا ہے، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کروں گا اگر معاملہ طے نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی کمیٹی کے پاس چلی جائے گی لیکن میں پھر استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تحریک استحقاق دینے سے پہلے میرے ساتھ بات کر لیں میں تو اپنے بھائیوں کی بات پر اعتماد کروں گا جو یہ کہیں گے وہ ہم کریں گے لیکن کم از کم میرے نوٹس میں پہلے یہ بات لے آئیں تو شاید ہم اس embarrassment سے بچ جائیں جو ایوان میں ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائی کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا، اس کو کمیٹی کے پاس جانے دیں لیکن ایک دفعہ پھر میں پورے ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق دینے سے پہلے ایک دفعہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو شاید میں بہتر طور پر اس پوزیشن میں ہوں گا کہ یہاں پر اپنا point of view دے سکوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں اس motion کو in order قرار دے کر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ واقعہ 05-8-14 کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں اس سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں تحریک استحقاق سے جو بات متعلقہ ہے وہ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اب میں نے یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی ہے۔ ابھی آپ نے اس پر کیا بات کرنی ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 43 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ یہ pending تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے کل بھی بڑی وضاحت سے تحریک استحقاق کے متعلق یہاں بات کی تھی، ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ یہ واقعی صحیح بات ہے کہ یہاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر تحریک استحقاق نہیں آنی چاہئے لیکن میں ایک بات یہاں point out کرنا چاہوں گا کہ استحقاق کو مجروح کرنے والے افسران کو یہ بات کس نے realize کروانی ہے، ان کو سکھانی ہے کہ یہ ممبران کا استحقاق ہے اور آپ نے اس کا احترام کرنا ہے، اس کو breach نہیں کرنا، اس پر غور فرمایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر قانون!

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ بنیادی طور پر ہمارے مذہبی امور کے وزیر سے متعلقہ تھی لیکن کل میں نے گزارش یہ کی تھی کہ چونکہ وہ تین چار دن سے تشریف نہیں لا رہے تھے تو میں نے کہا تھا کہ اگر وہ تشریف نہیں لائیں گے تو پھر اس کا جواب میں دے دوں گا۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میں بالکل محترم سید احسان اللہ وقاص صاحب سے یہ اتفاق کرتا ہوں کہ رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اولاً 1962 کے آئین کے تحت معرض وجود میں آئی۔ پھر 1973 کے آئین کے تحت اسے دوبارہ 1974 میں تشکیل دیا گیا اور آئین کے آرٹیکل 22(8) کے

تحت اس کے ممبران کا تقرر صدر پاکستان نے کیا۔ آرٹیکل 230 میں اس کونسل کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا اور پہلی رپورٹ معرض وجود میں آنے کے سات سال کے اندر پیش کی جانی چاہئے تھی، یہ اس کا آئینی تقاضا ہے کہ اس کے قائم ہونے کے بعد سات سال کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کرنی پڑتی ہے تو اس کی پہلی رپورٹ سات سال کے اندر پیش کر دی گئی۔ بعد ازاں ہر سال عبوری رپورٹ پیش کی جانی ضروری ہوتی ہے جو کہ پیش کی جاتی رہی۔ اس وقت سال 2004 کی رپورٹ بھی آچکی ہے۔ اس میں صرف تھوڑا سا confusion یہ تھا کہ ہمارے اوقاف ڈیپارٹمنٹ کو وہ موصول نہیں ہوئی تھی لیکن چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس لئے فیڈرل گورنمنٹ نے وہ رپورٹ جاری کر دی تھی۔ ہم نے محکمے کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہاں سے وہ رپورٹ وصول کی جائے اور وصول کرنے کے بعد پھر اسمبلی میں پیش کی جائے۔ میں اپنے معزز رکن سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اس توجہ دلانے پر محکمے کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ رپورٹ وہاں سے لے کر اسمبلی میں پیش کریں اب چونکہ رپورٹ آچکی ہے صرف confusion یہ تھا کہ اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے جلد پیش کر دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے فاضل وزیر قانون کی اس بات سے اتفاق ہے کہ رپورٹ یہاں پر آچکی ہے۔ میں نے صرف اس لئے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ یہ constitutional چیزیں ہیں اگر ہمارے اداروں میں ان چیزوں کا احترام نہیں کیا جائے گا جو Constitution میں لکھی ہوئی ہیں تو اب ویسے ہی ملک کے اندر ایک قانون کا احترام ختم ہو رہا ہے اور ہم ان چیزوں کے جو custodian ہیں ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے اگر وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ اگلے سیشن میں یہ پیش کر دی جائے گی تو میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہتے لہذا motion disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے یہ ایک درخواست آئی ہے کہ ان کی تحریک نمبر 54 اور 56 مورخہ 2005-11-18 تک pending کر دی جائیں لہذا یہ تحریک استحقاق نمبر 54 مورخہ 05-11-18 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 55 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے بھی یہ درخواست ہے کہ یہ مورخہ 05-11-16 تک pending کر دی جائے لہذا یہ بھی مورخہ 05-11-16 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 56 ہے، یہ بھی سید محمد رفیع

الدین بخاری صاحب کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اس کو مورخہ 05-11-18 تک pending کر دیا جائے لہذا یہ بھی مورخہ 05-11-18 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں یہ بات کہنا بہت ضروری اور اہم سمجھتی ہوں کہ پاکستان میں اگر ہم ترقی چاہتے ہیں اور امن عامہ چاہتے ہیں تو اس کے لئے قانون کی بالادستی بہت اہم ہے۔ اس کی گرفت سخت ہو اور اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔ آئین اور قانون کی بھی گرفت سخت ہو کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے مسائل عوام سے تعلق رکھتے ہیں اور جب تک ہم لوگ اس پر عملدرآمد نہیں کروائیں گے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ انصاف سب کے لئے برابر ہو، یہ نہ ہو کہ کسی کے لئے کچھ اور کسی کے لئے کچھ۔ اگر ہم اس پر عملدرآمد کروائیں تو میں اپنے رب کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتی ہوں کہ پاکستان کے حالات مہینوں میں نہیں بلکہ دنوں میں بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رائے صاحب!

ڈی۔ایس۔پی انویسٹی گیشن صدر اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

رائے فاروق عمر خان کھرل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو ایک کام کے سلسلہ میں ڈی۔ایس۔پی صدر، انوسٹی گیشن اوکاڑہ، جناب احسان اللہ باجوہ کو ملنے کے لئے دفتر گیا۔ جب میں اس کے کمرے میں داخل ہونے لگا تو مجھے کہا گیا کہ ابھی تھوڑی دیر انتظار کریں، ڈی۔ایس۔پی صاحب مصروف ہیں میں نے تقریباً آدھا گھنٹہ انتظار کیا۔ پھر میں اس سے بات کرنے کے لئے کمرے میں گیا تو ڈی۔ایس۔پی مجھے دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ادھر ہم سرکاری امور میں مصروف ہیں اور ادھر ایم۔پی۔اے وغیرہ منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔ اس انتہائی تلخ اور کرخت لہجہ میں میرے

ساتھ بات کی اور میری بات سننے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈی۔ایس۔پی کے رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ڈی۔ایس۔پی نے ان کی بات نہیں سنی اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کا استحقاق مجروح ہوگیا، اب اگر بات نہ سننے سے ان کا استحقاق مجروح ہوگیا ہے تو اسے کمیٹی کے پاس جانے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب نہیں آیا مجھے تو یہ ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب! ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کا پہلے جواب آجائے پھر اس کو کر لیتے ہیں۔ اسے اگلے اجلاس تک pending کر لیں؟

رائے فاروق عمر خان کھرل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 58 جناب محمد وارث کلو صاحب کی ہے۔

ڈی۔پی۔او خوشاب کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 17۔اکتوبر 2005 کو تھانہ مٹھہ ٹوانہ پولیس کی معیت میں میرے گاؤں کے کچھ بااثر لوگوں نے میرے ہی گاؤں روڈا تھل خوشاب میں زمین کا قبضہ لینے کے لئے قابض کسانوں پر بوقت تقریباً دس بجے حملہ کر دیا اور قبضہ لینے کی کوشش کی جس پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے تین افراد بشمول ایک پندرہ سالہ لڑکا اور ایک سترہ سالہ نئی نویلی دلہن آسیہ گولیاں لگنے سے موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے۔ فائرنگ میں حملہ آور گروپ کا جواں سال

محمد شریف بھی جاں بحق ہو گیا۔ مزید برآں شدید فائرنگ سے گیارہ افراد خون میں نہا گئے۔ جن میں سے تین مزید افراد محمد رستم، محمد ریاض اور سیف اللہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بقیہ آٹھ افراد موت و زیست کی کشمکش میں تاحال ہسپتال میں ہیں۔ انتہائی دکھ و کرب کی بات یہ ہے کہ خون کی یہ ہولی قانون کے رکھوالوں کی ہمراہی میں کھیلی گئی۔ میں نے یہ سارا واقعہ D.P.O خوشاب جاوید اسلام کو بتایا اور مظلوم و مقتول افراد کی ایف۔آئی۔آر مرتب کرنے کی استدعا کی اور S.H.O مٹھہ ٹوانہ عبدالرحمٰن پر عدم اعتماد کا اظہار کیا کیونکہ وہ خود اس سارے واقعہ میں بنفس نفیس شامل تھے جس پر D.P.O صاحب نے مجھے کہا کہ مقتولین کی طرف سے درخواست ایف آئی آر S.D.P.O انچارج مٹھہ ٹوانہ حاجی شاہ نواز کو دلوادیں ایف۔آئی۔آر مرتب ہو جائے گی جس پر درخواست استغاثہ S.D.P.O مذکورہ کو دے دی گئی جس میں پولیس کے اس گھناؤنے کردار کا تفصیلاً ذکر تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ S.D.P.O اور S.H.O مٹھہ ٹوانہ حملہ آور پارٹی کو مدعی بنا کر ایف۔آئی۔آر مرتب کر رہے ہیں۔ میں نے D.P.O صاحب کو صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ پولیس نے پہلے حملہ آوروں کے ساتھ مظلوم کسانوں پر حملہ کیا اور قبضہ کی کوشش کی اور اب الٹا مقتولین و مظلومین کے خلاف ایف۔آئی۔آر مرتب ہو رہی ہے جس پر D.P.O صاحب غصہ میں آ گئے اور کہا کہ ہم اپنے کام کو بخوبی جانتے ہیں۔ ہم کسی قسم کی dictation نہ لیں گے اور کہا کہ جس پارٹی کی ایف۔آئی۔آر کٹ رہی ہے اس کا ایک آدمی بھی جاں بحق ہو گیا ہے۔ میں نے کہا آپ زیادتی کر رہے ہیں، آپ نے پورے واقعہ کو turn arround کر دیا ہے مظلوموں کو ظالم اور ظالموں کو مظلوم بنا رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جس پر انھوں نے کہا کہ آپ زیادتی سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں۔ دوسرے دن مقتولین کی طرف سے پیش کردہ درخواست دہندہ عالم شیر مضروب جو ہسپتال میں داخل تھا کو اور ان کے غریب لواحقین کو pressurize کیا اور کہا کہ پولیس کا نام تم نے کیوں لکھا ہے؟ ہم تمھارا پرچہ خراب کر دیں گے ورنہ درخواست میں پولیس کا نام خارج کریں۔ بالآخر غریب و مظلوم درخواست دہندہ سے نئی درخواست پر انگوٹھا لگوا لیا گیا۔ میں نے صورتحال سے D.P.O کو آگاہ کیا اور عرض کیا کہ ظلم وزیادتی کی انتہا ہو رہی ہے اور سارا کچھ آپ کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے۔ موصوف پھر غصہ میں آ گئے اور مجھے کہا کہ آپ خواہ مخواہ بیجا مداخلت کر رہے ہیں اور دھمکی دی کہ یہ آپ کے لئے اچھا نہ ہو گا۔ میں نے بے بس ہو کر ساری روداد D.I.G سرگودھا کو خود مل کر سنائی مگر شنوائی نہ ہوئی۔ بالآخر میں نے مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کے اسمبلی اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر پر اس سارے سانحہ سے اسمبلی کو آگاہ

کیا۔ جس پر راجہ بشارت صاحب وزیر قانون نے فرمایا کہ کل مورخہ 25۔ اکتوبر 2005 کو D.P.O اور S.D.P.O,S.H.O مذکور میرے دفتر میں موجود ہوں گے، وارث کلو دس بجے میرے دفتر میں آئیں سارے واقعہ کا پتا چل جائے گا۔ مورخہ 25۔ اکتوبر 2005 کو میں راجہ بشارت صاحب کے دفتر گیا تو وہاں مذکورہ بالا افسران نہ آئے بلکہ ان کی جگہ D.S.P Investigation خوشاب عبدالرزاق پہنچے ہوئے تھے۔ D.S.P مذکورہ نے پولیس کی موجودگی سے سراسر انکار کیا مگر جب میں نے راجہ صاحب کو جوڈیشل انکوائری کروانے کی تجویز دی تو اسی اثناء میں راجہ صاحب نے D.P.O خوشاب سے فون پر بات کی تو D.P.O خوشاب نے پولیس کی موجودگی کی تصدیق کی اور کہا کہ ایک A.S.I اور چند سپاہی موجود تھے۔ راجہ بشارت صاحب نے D.S.P مذکورہ کو حکم دیا کہ اس مقدمہ کی مزید تفتیش نہ کی جائے پہلے وارث کلو کے تین سوالوں کا جواب D.P.O سے جا کر دلوائیں۔ اول جائے وقوعہ پر پولیس کی پہلے سے موجودگی کی وجہ بتائیں؟ دوم تین مقتولین کی ایف۔آئی۔آر پہلے کیوں درج نہیں کی گئی؟ سوم مقتولین کی طرف سے پہلی F.I.R درخواست کو دوسرے دن کس نے اور کیوں تبدیل کیا جس میں پولیس کا کردار حذف کیا گیا؟ راجہ صاحب نے سختی سے انتباہ کیا کہ مقدمہ کی مزید کارروائی روک دی جائے۔ میں اس کے بعد اپنے گاؤں روڈا تھل ضلع خوشاب گیا تو مورخہ 25۔ اکتوبر 2005 کو پولیس کی بھاری نفری سے بھری ایلیٹ فورس کی تین گاڑیاں میرے گاؤں پہنچ گئیں اور ہراساں کرنے کے لئے گاؤں کے اندر گشت شروع کر دی۔ اگلے دن مورخہ 26۔ اکتوبر 2005 کو صبح آٹھ بجے پھر پولیس کی بھاری نفری مع ایلیٹ فورس پہنچ گئی اور پورے گاؤں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا جس پر میں وہاں گاؤں سے سیدھا جناب ضیاء الحسن آئی۔جی پنجاب کے دفتر میں پہنچا اور انھیں سارے حالات سے آگاہ کیا۔ میں مشکور ہوں کہ انھوں نے اسی وقت D.I.G سرگودھا کو کارروائی کرنے کو کہا اور احکامات دیئے کہ تفتیش انچارج رینج کرائم سے کروائیں۔

اس سارے سانحہ اور واقعات میں میری تحریک یہ ہے کہ D.P.O خوشاب جاوید اسلام نے میرے ساتھ غیر اخلاقی اور دھمکی آمیز گفتگو کی، راجہ صاحب وزیر قانون کے اسمبلی میں وعدہ کے باوجود D.P.O مذکورہ S.D.P.O اور S.H.O مورخہ 25۔ اکتوبر 2005 کو راجہ صاحب کے دفتر نہ آئے اور راجہ صاحب کے تفتیش بند کرنے کے احکامات پر عملدرآمد نہ کیا اور میرے گاؤں میں میری موجودگی پر پولیس کی بھاری نفری اور ایلیٹ فورس بھیجنے اور مدعیان مقتولین کو ہراساں کرنے کی

کوشش کی۔ان سارے واقعات سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس ابھی اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! ابھی راجہ صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں آیا تو کب تک اسے pending کر دیا جائے؟

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری آپ اور راجہ صاحب سے استدعا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کریں میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا، میری انتہائی بے عزتی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے بھائی میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے میں اپنی ذات کی حد تک کہتا ہوں کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ کافی حد تک درست نہیں ہے لیکن پھر بھی میں استدعا کرتا ہوں کہ کم از کم اس تحریک کا جواب آجانے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تحریک 18-نومبر تک pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے unclaimed declare کیا گیا 30-ارب روپیہ اپنے اکاؤنٹس میں منتقل کرنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اخباری اطلاع کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان نے 30-ارب روپیہ unclaimed declare کر دیا ہے اور میری اطلاع کے مطابق اس میں بیشتر روپیہ صوبہ پنجاب کا ہے۔اس میں انھوں نے 2-جنوری آخری تاریخ مقرر کی ہے۔یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے، میں وزیر قانون صاحب کی بھی توجہ چاہتا ہوں۔یہ unclaimed روپیہ اب سٹیٹ بنک ان

بنکوں سے لے لے گا۔اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ یہ پیسا بے نامی اکاؤنٹس میں تھااور اس پر اربوں روپے سروس چارجز کے طور پر چارج ہو چکے ہیں۔اس کے باوجود ابھی تک ان اکاؤنٹس میں 30۔ارب روپے ہیں۔میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب حکومت اس بابت ایوان کی ایک کمیٹی بنائے جو سٹیٹ بنک سے یہ کہے کہ ہمارے پنجاب کا جو روپیہ آپ unclaimed declare کر رہے ہیں وہ ہمیں دیا جائے۔میری اطلاع کے مطابق اس میں تقریباً 26۔ارب روپے پنجاب کے ہیں تو پنجاب وہ اپنا روپیہ حاصل کرے اس وقت earthquake areas اور development کے لئے پیسے کی شدید ضرورت ہے۔تو یہ روپیہ پنجاب حکومت حاصل کرے اگر ہم نے فوری طور پر اس بابت مناسب اقدامات نہ اٹھائے تو یہ روپیہ بنکوں سے سٹیٹ بنک اپنے اکاؤنٹ میں لے جائے گا۔یہ پیسا چونکہ پنجاب کا ہے لہذا اسے لازماً حاصل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ وزیر خزانہ اور وزیر قانون صاحب کو مل لیں اور اس بابت کوئی لائحہ عمل طے کر لیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 59، بابو نفیس احمد انصاری صاحب کی طرف سے ہے۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

خاتون ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

بابو نفیس احمد انصاری:جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 10۔نومبر 2005 کو میں اپنے بیٹے کے ہمراہ جو ہائیکورٹ کے وکیل ہیں عدالت عالیہ لاہور ملتان بنچ میں مقدمات بھگتا کر تقریباً 12 بجے دن اپنے دفتر واقع کچہری چوک آیا کرکٹ ٹیم کی آمد کی وجہ سے پارکنگ پر گاڑی کھڑی کرنا منع کیا ہوا تھا جس پر ہم نے اپنی گاڑی سڑک کے کونے میں اپنے دفتر کے باہر فٹ پاتھ سے بھی اندر گلی میں کھڑی کی اور خود دفتر چلے گئے۔اتنے میں اطلاع آئی کہ ہماری گاڑی کو لفٹر اٹھا کر لے گیا ہے اور اس وقت ٹریفک پولیس کے دفتر میں موجود ہے۔میں ہمراہ بیٹے اور جونیئر وکیل ساجد ایڈووکیٹ ٹریفک پولیس کے دفتر میں گیا وہاں پر D.S.P ٹریفک مسماۃ شاہدہ موجود تھی ہم اندر دفتر جانے لگے تو باہر بیٹھے اردلی نے کہا کہ محترمہ میٹنگ میں مصروف ہیں۔میں نے اپنا تعارف کرایا پھر بھی وہ مصر رہا

جس پر میں اندر چلا گیا تو دیکھا کہ وہ ایک D.S.P کے ساتھ خوش گپیاں کر رہی ہے۔ میں نے اپنا تعارف کرایا ہم نے انہیں اس غیر قانونی حرکت کے متعلق آگاہ کیا اور گاڑی واپس کرنے کا کہا جس پر اس نے کہا کہ آپ کا تعلق چونکہ اپوزیشن سے ہے اور میں نے خود ہی آپ کی گاڑی کو اٹھوایا ہے اس کے باوجود کہ آپ کی گاڑی پر صوبائی اسمبلی کا مونو گرام تھا۔ آپ 200 روپے دے کر گاڑی واپس لیں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ آپ اس غیر قانونی حرکت کی مرتکب ہوئی ہیں ایسا نہ کریں لیکن اس نے میرے ساتھ بے ہودگی اور تلخ کلامی کی اور کہا کہ آپ اپوزیشن کے M.P.A ہیں اس لئے مجھے آپ کی پروانہ ہے۔ حکام بالا کی ہدایت ہے کہ ان کا کوئی کام نہ کرو، جاؤ جو کرنا ہے کرلو جس پر میں نے کہا کہ یہ تو میرا ذاتی کام ہے، میں اگر پبلک کے کام کے لئے آؤں تو پھر کیا سلوک ہوگا؟ آخر میں پبلک کا نمائندہ ہوں جس پر اس نے ناشائستہ زبان استعمال کی اور کہا کہ میرے اعلیٰ پولیس افسران سے ذاتی تعلقات ہیں کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے گاڑی کا ڈیش بورڈ چیک کیا تو اس میں سے 12,000 روپے بھی غائب تھے اس واقعہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب والا! میں اس سلسلے میں شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہوں گا کہ کل راجہ صاحب نے بالکل بجا فرمایا لیکن میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ میری گاڑی لے جانے کی وجہ سے ہائی کورٹ میں میرے تین کیس dismiss and default ہو گئے۔ چونکہ میں نے دوبارہ واپس جا کر D. B. attend کرنی تھی اور یہ سارا کچھ اس وجہ سے ہوا بلکہ مذکورہ ڈی ایس پی نے کہا کہ جیسے بھی معاملات ہیں آپ جائیں۔ میں نے بعد میں بھی ان سے contact کیا اور کہا کہ یہ 12 ہزار روپیہ کیسے گیا ہے تو اس نے کہا کہ چونکہ کرکٹ کا میچ ہو رہا تھا۔ میچ کیا ہو رہا تھا پورے ملتان میں کرفیو لگا ہوا تھا اگر حکومت ایک میچ بھی نہیں کرا سکتی تو اور کیا کرے گی؟ جہاں سے گاڑی اٹھائی گئی ہے وہ میری ذاتی گلی ہے۔ کل راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ ایک سپاہی نے یہ کہا۔ راجہ صاحب! آپ میں اور ہم میں فرق ہے اور اپوزیشن ممبر میں تو بالکل فرق ہے۔ میں حقیقت بیانی سے کام لیتا ہوں کہ میں 36/35 سال سے وکالت میں ہوں لیکن آج تک کبھی ایسی بات نہیں ہوئی اگر کوئی مرد ڈی۔ ایس۔ پی ہوتا تو میں اس کا گریبان بھی پکڑ لیتا۔ یہ بے ہودگی اور زیادتی قابل افسوس ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں پر میں شہادتوں کے ساتھ ثابت کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا تو اسے کب تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! تین چار دن کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق 18۔تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب آرہے ہیں، یہ دیکھیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب والا! اگر یہاں تحریک استحقاق پر لا منسٹر صاحب مخالفت کرتے ہیں اور کیا نوٹس دینا اور جواب آنا ضروری ہے یا جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اس پر ووٹنگ کے ذریعے تحریک کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ یہ کس کا privilege ہے؟ تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کرنے کے حوالے سے ہم کس حد تک لا منسٹر صاحب کے پابند ہیں؟

جناب چیئرمین: حکومت کا مؤقف تو جاننا ہے کہ کیا جواب آیا ہے لیکن سپیکر کی اتھارٹی ہوتی ہے جو مرضی فیصلہ کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: کیا ایوان سے رائے نہیں لی جا سکتی اگر ایوان چاہتا ہے کہ یہ تحریک استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جائے تو پھر اس صورت میں کیا صورتحال ہو گی؟

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہ رول ہے کہ اگر House کی رائے بنتی ہے کہ یہ کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو یہ کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر حکومت مخالفت کرے تو

اسے pending کر دیا جائے یا ختم کر دیا جائے اگر House اس کی اجازت دیتا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور جیسے کلو صاحب نے کہا ہے کہ متنازعہ معاملہ ہے تو اسے House میں put کر کے اس پر فیصلہ لیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! ادھر چھ قتل ہو گئے ہیں اور 8 آدمی مر رہے ہیں لیکن پولیس کا نام کٹوانے کے لئے مجھے ہراساں کیا گیا ہے یہاں پر راجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ان کے بارے میں کوئی غلط بات کی ہے تو میں یہاں ثابت کرتا ہوں کہ راجہ صاحب نے اس House میں یہ کہا تھا کہ صبح ڈی۔پی۔او، ایس۔ڈی۔پی۔او اور ایس۔ایچ۔او حاضر ہوں گے۔آج میں آپ کے اور ایوان کے روبرو یہ کہتا ہوں کہ راجہ صاحب کے فرمان کے مطابق میں 25۔اکتوبر وہاں گیا لیکن وہاں پر نہ ڈی۔پی۔او اور نہ متعلقہ ایس۔ڈی۔پی۔او اور نہ ہی ایس۔ایچ۔او تھا۔ وہاں انوسٹی گیشن کا بندہ آیا ہوا تھا جس کا کوئی concern نہیں بنتا۔ راجہ صاحب نے خود فون پر پوچھا تو ڈی۔پی۔او نے کہا کہ اس وقت پولیس موجود تھی لہذا راجہ صاحب سے استدعا ہے کہ کوئی غصے والی بات نہیں ہے۔ میں نے خود راجہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ حلقے میں میری insult ہوئی ہے۔ میرا اپنا گاؤں ہے وہاں چھ بندے قتل ہو گئے ہیں اور وہاں پر میرا سیاسی بھرکس نکل گیا ہے۔آپ مجھے اتنا سہارا دیں اور اس سے ڈی۔پی۔او کوئی موت کے کٹہرے میں نہیں چلا جائے گا۔ استحقاق کمیٹی میں مل بیٹھ کر باتیں ہوں گی اور اس کے بعد معاملہ finish ہو جائے گا لیکن اگر سرکار کے لئے ڈی۔پی۔او کو بچانا اتنا ہی ضروری ہے تو ٹھیک ہے میں اس پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز پارلیمانی سیکرٹری واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ اتنے بندے کھڑے ہو گئے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اجلاس شروع ہونے سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کتنے ممبران اپنے grievances بتا رہے ہیں۔ ایک فاضل رکن کلو صاحب نے پچھلے

اجلاس میں issue اٹھایا تھا۔ راجہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ان کا جواب آنا ضروری ہے مگر یہ دیکھیں کہ جب کوئی چیز House میں پیش ہو جاتی ہے that becomes the property of the House سپیکر صاحب کے جو بھی صوابدیدی اختیارات ہیں اگر اس معاملے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر یہ اپنے چیمبر میں کر دیا کریں۔ اب یہ معاملہ 18۔تاریخ تک pending کر دیا گیا ہے تو جب 18 کو یہ پیش ہوگا تو آپ House کی رائے بھی لے لیں۔ اب آپ دیکھیں کہ دستی صاحب نے بات کی ہے، بھٹی صاحب، ملک احمد خان صاحب، رائے فاروق کھرل صاحب کا معاملہ ہے۔ آپ نجف سیال صاحب کا دیکھیں، آپ کے لئے اور حکومت کے لئے یہ بڑے alarming signals ہیں اگر میں یہاں پر کہوں کہ آپ کے لوگ میرے ساتھ رابطہ کرتے ہیں تو I think it is not fair, and you must see کہ آپ کے کیا problems ہیں؟ کیا آپ ممبران کو عزت نہیں دے رہے، فنڈز نہیں دے رہے، اختیارات نہیں دے رہے یا ان کی کیا وجوہات ہیں؟ کیونکہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں we believe in the process of election ہم ابھی بھی کہتے ہیں کہ there should be an independent Election Commission. الیکشن fair ہوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ سپیکر صاحب اسے pending کر گئے ہیں یا ابھی اس پر فیصلہ نہیں دیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! انھوں نے اس کو pending فرمایا ہے۔

جناب چیئرمین: یا تو میں پہلے آ جاتا لیکن اب اسے سپیکر صاحب نے pending فرمایا ہے۔ گردیزی صاحب کلو صاحب کو منا کر لائیں، انشاء اللہ ان کی بات سنیں گے۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! تشریف رکھیں۔

معزز اراکین: ان کی بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اسے سپیکر صاحب pending کر گئے ہیں۔ اس لئے اب اس issue کو نہیں چھیڑنا چاہئے۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: راجہ ریاض صاحب! تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! سنا ہے کہ جو فارورڈ بلاک بن رہا ہے آپ اس کے چیئرمین ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں کسی چیز کا چیئرمین نہیں ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف آتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی تھی، محکمہ ہاؤسنگ کی طرف سے اس کا جواب آنا ہے۔ جی، راجہ صاحب! کیا اس کے وزیر صاحب نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہیں تو جواب دے دیں، نہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ ہی جواب دے دیں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ایسے نہیں۔ not allowed وہ جواب دینے لگے ہیں۔ جب جواب دے لیں گے پھر آپ بات کر لینا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! کیا راجہ صاحب کو یہ ڈیپارٹمنٹ notify ہوا ہے؟ اگر یہ ڈیپارٹمنٹ ان کو notify ہوا ہے تو on behalf of the concerned minister جواب دے سکتے ہیں۔ otherwise the Parliamentary Secretary is the person responsible راجہ صاحب کو ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ notify نہیں ہوا۔ راجہ صاحب! ماشاء اللہ آپ قانون سمجھتے ہیں۔ آپ ہر معاملے میں اپنے آپ کو کیوں involve کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! کل یہ بات طے ہوئی تھی کہ آج ہاؤسنگ کے سوالات کا دن ہے وزیر ہاؤسنگ موجود ہوں گے وہ جواب دیں گے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ جواب نہیں دیں گے تو پھر میں دے دوں گا۔ پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ موجود ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی

ہے کہ اگر آپ تھوڑا سا متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کو پابند کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میرا کام نہیں ہے کہ ان کو بزنس بتاؤں کہ کام کیا ہے؟ آپ ان کو پابند کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ راجہ بشارت صاحب کے پاس یہ محکمہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری یہاں موجود ہیں انہیں اس کا جواب دینا چاہئے۔ اگر ہم موجود نہ ہوں تو آپ تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیتے ہیں۔ جب اس کا جواب نہیں آتا تو وہ بولتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے یا ٹائم چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کیونکہ آواز کی بھی تھوڑی بہت گڑبڑ ہوتی ہے۔ آپ اس کو pending کر دیں جونہی اس کا جواب آتا ہے میں اس کا House میں جواب دے دوں گا۔ مجھے ابھی اس کی کاپی ملی ہے۔

ایک معزز رکن: جواب تو راجہ صاحب کے پاس آگیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: مجھے تو ابھی اس کی کاپی ملی ہے، پہلے تو ہمارے پاس تھا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ وزیر صاحب اس کا کل جواب دیں گے اور کل ہر حال میں آئیں گے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کے پاس جواب آیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر allow نہیں کرتا۔ محترمہ فرزانہ راجہ کی طرف سے application آگئی ہے کہ میری تحریک کو 17۔نومبر تک pending کر دیا جائے۔ جناب محمد وقاص کی تحریک التوائے کار نمبر 594 ہے جو move ہو چکی ہے، جواب کے

لئے میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا۔

راولپنڈی کچہری میں مسلح افراد کی اندھا دھند فائرنگ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ مورخہ 2005-09-21 کو عطا محمد سب انسپکٹر دیگر ملازمین کے ہمراہ پولیس چوکی کچہری میں موجود تھا کہ حسب معمول مختار احمد سب انسپکٹر، محمد نذیر ہیڈ کانسٹیبل نمبر 34 ملازمین کے ہمراہ ملزمان حوالاتیوں کو اڈیالہ جیل سے برائے پیشی ہائے عدالت توشہ خانہ کچہری لے آیا۔ تقریباً بوقت 2 بجے دن جبکہ عطا محمد سب انسپکٹر ہمراہ عبادت حسین، سب انسپکٹر محمد رزاق کانسٹیبل و دیگر ملازمین کے چوکی کچہری میں موجود تھا کہ احاطہ کچہری میں اندھا دھند فائرنگ کی آواز سنی تو سب انسپکٹر ہمراہ ملازمین کے دہشت گردی کورٹ کی طرف بھاگا تو دیکھا کہ ملازم شفیق احمد، طارق محمود جن کی حراست میں ملزمان جن کے نام و پتا بعد دریافت پر مختار احمد، شبیر احمد قوم راجپوت سکنہ ڈیرہ بہادر خان تحصیل و ضلع شیخوپورہ گرفتار شدہ مقدمہ نمبر 2004/595 مورخہ 2004-12-1 بجرم 411/392 بعد میں معلوم ہوئے تھانہ صادق آباد راولپنڈی کی طرف سے لائے گئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک ملزم محمد نذیر عرف ٹیڈی ولد محمد خان سکنہ راولپنڈی تنویر عرف تنویر حیدر سکنہ ڈیرہ بہادر خان ضلع شیخوپورہ اور دو نامعلوم افراد تھے، کو لایا گیا، لیکن ان کو فائرنگ کر کے وہاں سے بھگانے کی کوشش کی گئی اس دوران پولیس کی فائرنگ ہوئی اور ملزمان Police custody سے بھاگے۔ ان میں سے تین ملزمان کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے ایک ملزم کو تا حال گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ اس سلسلے میں پولیس اہلکاران مختار احمد سب انسپکٹر، محمد نذیر، طارق محمود، شفیق احمد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری کے بعد ان کی عدالت سے ضمانت ہوئی اور اس سلسلے میں جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے اور جو ملزمان پولیس کی حراست سے بھاگے تھے ان میں چار میں سے ایک فی الحال گرفتار نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین: جناب وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب والا! محترم راجہ صاحب نے اس کا بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں پورے پنجاب یا ملک کی بات نہیں کرتا لیکن راولپنڈی کچہری اور ٹیکسلا کچہری میں پچھلے

ایک سال کے اندر تیسرا چوتھا واقعہ ہے۔کیا وہاں کی اتھارٹی نے اس بات پر نہیں سوچا کہ اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا وہاں پر پولیس کا عملہ کم ہے یا ان کے پاس چیکنگ کا سسٹم ٹھیک نہیں ہے؟ جو بھی کچہری کے اندر آتا ہے اسلحہ لے کر آجاتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو چیک کرنے کا بھی کوئی سسٹم ہونا چاہئے۔اس کی کیا وجوہات ہیں کہ کچہری کے اندر ایک سال میں یہ تیسرا چوتھا واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ ملزمان کو فرار کیا گیا اور وہاں پر بے گناہ جانیں بھی ضائع ہوئیں اور فائرنگ بھی ہوئی اور اس کے نتیجے میں آس پاس کے علاقے میں خوف و ہراس بھی پایا جاتا ہے۔کیا خطرناک مجرم کو ٹرائل کرنے کے لئے جیل میں ہی کوئی سسٹم نہیں بنایا جا سکتا؟ کہ وہاں پر ہی عدالت ہو اور وہیں پر سماعت ہو،ان خطرناک مجرموں کو اتنی دور لایا ہی نہ جائے تاکہ ان پر حملے کا اور ان کے بھاگنے کا امکان ہی ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا!اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضلع کچہری راولپنڈی کی حدود میں ایک پولیس چوکی قائم کر دی گئی ہے جس سے اس بات کا یقین ہے کہ مستقبل میں ایسے واقعات کا اعادہ نہیں ہو گا اور ایسے واقعات کا انسداد ہو سکے گا۔ دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی کی حدود میں اسلحہ لے کر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے، جو لوگ وہاں پر عدالت کی پیشی بھگتنے کے لئے آتے ہیں باقاعدہ اس چیز کو ensure کیا جاتا ہے کہ ان سے ملاقات کرنے والوں کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہ ہو اس کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے۔تیسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ محترم میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ جیل ٹرائل کیا جائے۔جیل ٹرائل کے سلسلے میں بھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو heinous crimes میں ملوث لوگ ہیں جن میں sectarian killings کے بھی واقعات ہیں ان میں اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے باقاعدہ آرڈر جیل ٹرائل کے ہوں تو اسی صورت میں جیل میں ٹرائل کیا جا سکتا ہے لیکن ہر مقدمے کا جیل میں ٹرائل ناممکن ہے۔بہر حال گورنمنٹ اگر کسی stage پر یہ محسوس کرتی ہے کہ کسی مقدمہ کا ٹرائل جیل میں ہونا ضروری ہے اور امن عامہ کا مسئلہ اس حوالے سے بن سکتا ہے تو اس کے آرڈر کر دیئے جاتے ہیں لیکن میں یہ ضرور ensure کروانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے درست خدشات کا اظہار کیا کہ اس قسم کے واقعات راولپنڈی کچہری اور ٹیکسلا کچہری میں ہوئے ہیں لیکن ان کے انسداد کے لئے حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ توقع کی جا رہی ہے کہ آئندہ ایسے واقعات

نہیں ہوں گے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: وزیر قانون کی وضاحت کے بعد میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئر مین: محرک اسے پریس نہیں کرتے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 597 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے ان کی request پر اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 604، جناب ارشد محمود بگو، حاجی محمد اعجاز!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک pending ہے اور محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! وزیر تعلیم صاحب موجود تھے اور جواب بھی انہوں نے ہی دینا تھا لیکن آج بھی یہی حالت ہے۔

جناب چیئر مین: یہ پھر pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئر مین: تحریک نمبر 606، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد!

محترمہ فائزہ احمد: جناب والا! اس کا جواب آنا ہے۔

جناب چیئر مین: راجہ بشارت صاحب! آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ ہے مہربانی فرما کر pending فرمادیں۔

جناب چیئر مین: یہ پھر کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! اجلاس بھی کل تک کے لئے pending کر دیتے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! ٹھیک ہے۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی request ہے ان کی تحریک کو pending کرتے ہیں۔ شیخ اعجاز احمد کی تحریک التوائے کار نمبر 665 ہاؤسنگ اور لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے شیخ اعجاز احمد۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کر دیتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 666، کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ 668 کو بھی pending کیا جاتا ہے، 669

670 کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد 671 رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے۔اس لئے میرے خیال میں اس کو بھی pending کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے۔جناب! جس طرح آپ کی مرضی۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس کو pending کر دیتے ہیں۔ اس کے آگے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے یہ بھی pending ہوتی ہے کیونکہ وزیر صحت نہیں ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ہاؤسنگ اینڈ لوکل گورنمنٹ! سمیع اللہ خان، زاہد پرویز کی تحریک التوائے کار نمبر 677 بھی pending ہوتی ہے، ہاؤسنگ سے متعلقہ وزیر نہیں ہیں۔ تحریک نمبر 679 حاجی محمد اعجاز، وزیر ٹرانسپورٹ نہیں ہیں لہذا pending ہوتی ہے۔ وزیر صنعت تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر موجود ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ نے بھی اور House میں بیٹھے تمام ممبران نے نوٹس لیا ہے کہ وزیر صنعت موجود نہیں ہیں، وزیر سی اینڈ ڈبلیو موجود نہیں ہیں، ایجوکیشن منسٹر موجود نہیں ہیں، وزیر صحت موجود نہیں ہیں ان کے پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں تو میں چاہوں گا کہ راجہ صاحب اس کے اوپر بھی کوئی comment کریں کیونکہ کل Privilege Motion سے متعلقہ بات ہوئی تو انہوں نے کافی درد اور دکھ کا اظہار کیا تھا تو اس پر بھی وہ کچھ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: میں بطور سپیکر کہوں گا کہ آئندہ حاضری یقینی بنائیں لاہور رہ کر غیر حاضر نہ ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! لاء منسٹر گورنمنٹ اور قائد ایوان کو represent کرتے ہیں تو اس صورتحال میں ان کا موقف آنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ راجہ بشارت صاحب انہیں پکڑ کر تو نہیں لا سکتے ہیں۔ آپ کے جذبات اخبارات کے ذریعے ان تک پہنچ جاتے ہیں، ان کے سیکرٹری بھی بیٹھے ہوئے ہیں

انہیں پتا چل جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس پر comment نہیں کرنا چاہتے تو وہ یہ فرما دیں ورنہ میں چاہوں گا کہ وہ اس کے اوپر اپنا موقف بیان کریں۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! یہ آپ کی بات بڑے پیار سے سننا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کو آپ سے بڑی محبت ہے آپ ہی کچھ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! آپ کا حکم ہے، آپ نے instructions دی ہیں کہ تمام وزراء تک یہ بات پہنچائی جائے کہ وہ House میں تشریف لائیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے احکامات پہنچائے جائیں گے۔

جناب چیئر مین: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئر مین! گردیزی صاحب کلو صاحب کو منانے کے لئے باہر گئے تھے وہ خود بھی تشریف نہیں لے کر آئے۔ ہم کہتے ہیں کہ فارورڈ بلاک بن گیا ہے، آپ بھی اس کو endorse کر دیں۔

جناب چیئر مین: انہیں منا لیں گے اور ان کی تحریک بھی accept کر لیں گے، ابھی جواب آ لینے دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میں اس بات کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ آئندہ سیشن ہونا ہے یا نہیں ہونا، آپ ان کی تحریک accept کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب چیئر مین! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ میں "بطور سپیکر" کہوں گا۔ اس پر ruling دے دیں کہ آپ اس Chair پر بیٹھ کر سپیکر ہیں یا چیئر مین ہیں۔

جناب چیئر مین: میں چیئر مین ہوں۔

راجہ ریاض احمد: نہیں، آپ نے ابھی کہا ہے کہ میں بطور سپیکر یہ کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسے چیئرمین لکھ لیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو پیش ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

(---جاری)

Now we take up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004. Mr. Tanveer Ashraf Kaira.

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! قبل اس کے کہ آپ اس کو consider کریں، میری گزارش ہے کہ تھوڑے دنوں کے لئے اسے pending کر لیا جائے کیونکہ ہم اس میں چاہتے ہیں کہ desire of the Assembly and decision of the Government کو ایک لائن پر لے آئیں۔ کل چشتی صاحب یہیں پر تھے وہ اور میں سی۔ایم صاحب سے ملے تھے تو انہوں نے کہا کہ اس کو چند دنوں کے لئے pending کیا جائے تاکہ اس کو ہم ایک لائن پر لے آئیں۔ گزارش یہ ہے کہ اسمبلی میں ایک resolution پیش ہوئی تھی اس کے بعد اس کا فیصلہ ہوا تو وہ فیصلہ ہم نے سنڈیکیٹ کو convey کیا، سنڈیکیٹ نے اس پر oppose کیا ہے اور اس کے بعد accordingly decision of the department، اب اس پر ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اگر اسے کچھ دنوں کے لئے pending کیا جائے تو ہم انشاء اللہ desire of the Assembly کے مطابق اس کو لائن پر لا کر پھر بحث کریں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر کوئی ٹائم دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! یہ متعلقہ کمیٹی نے پاس کیا ہے تو آپ اسے اس کمیٹی میں oppose کرتے یا انہیں کوئی مشورہ دیتے۔ یہ کمیٹی کی طرف سے بھی آئی ہوئی ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! Resolution پیش ہوئی، اس کے بعد کمیٹی کو گئی اور کمیٹی ابھی

pendingجا رہی تھی توin the meantimeہم نے یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کو وہ فیصلہ conveyکیا. Syndicate opposed it.

جناب چیئرمین: جناب وزیر صاحب! یہ اسمبلی سپریم ہے، سنڈیکیٹ نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! یہ کوئی جذبات کی بات نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کی بات ہے، ڈیپارٹمنٹ کی بات ہے، logicکی بات ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ desire of the Assembly and desire of the Governmentایک لائن پر ہوں تو میں صرف اس کی favourکی بات کر رہا ہوں، اس لئے ہم آپ سے ٹائم چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: کتنے دن میں آپ دوبارہ یہ بل لے کر آئیں گے؟

وزیر زراعت: ابھی summary moveکریں گے.It will take ten days اس کے بعد یہاں پر آ جائے گی۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ ہم moveکریں گے۔ It will go to Chief Minister, then Governor.اس کے بعد واپس آئے گی تو کوئی reasonable time چاہئے۔

وزیر/چیف وہپ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: چشتی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر/چیف وہپ: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ کل وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ سے میری بات ہوئی تھی تو انہوں نے اصولی طور پر اس چیز کو مان لیا ہے۔ میں نے کائرہ صاحب سے بھی آج صبح بات کی ہے۔ دس دن تو زیادہ ہیں اگلے منگل کو اسے انشاء اللہ تعالیٰ ہو جانا چاہئے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ اگلے منگل کو ہر صورت میں اس کو پاس ہونا چاہئے۔ اس کے لئے صرف ایک ہفتے کا ٹائم مانگا ہے یہ آپ دے دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! چشتی صاحب یہ بات صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جلدی سے جلدی ہو جائے لیکن اس پر پھر بھی ڈیپارٹمنٹ نے moveکرنا ہے۔ سی۔ ایم اور گورنر پابند نہیں ہیں، .It will take timeتو جب ہم یہ کہہ رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس ایوان کی desireکو مقدم رکھیں اور اس کے مطابق چلیں تو پھر اس پر ٹائم دینے میں تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ next sessionپر کر دیں یا nextمنگل پر کر دیں۔ سات دنوں میں تو

یہ moveہی نہیں ہو سکتی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میرے فاضل بھائی نے یہ پیش کی ہے۔ میں دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ سنڈیکیٹ یونیورسٹی کا ایک بہت اہم ادارہ ہوتا ہے اور اس یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے اس کی حمایت نہیں کی ہے۔ جب آپ خود مختلف اداروں کو چلانے کے لئے ادارے بناتے ہیں اور اس کے بعد ان کی رائے کو بھی کوئی وزن دینے کے لئے بالکل تیار نہ ہوں تو یہ بات بھی اچھی نہیں ہو گی۔ سنڈیکیٹ نے جو بات کہی ہے کہ آپ ایک یونیورسٹی قائم کرتے ہیں، دس سال بعد آپ اس کا نام changeکر دیتے ہیں۔ پوری دنیا میں اس یونیورسٹی کو کوئی جانتا ہی نہیں ہوتا کہ یہ یونیورسٹی کہاں سے آ گئی؟ پہلے بھی حکومت نے ایک غلط فیصلہ کیا کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یا پنجاب یونیورسٹی کے نام کی پوری دنیا میں ایک اصلیت اور وقعت تھی اور ان کی ڈگریوں کو تسلیم کیا جاتا تھا، آپ نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے نام سے ادارہ بنا کر ان کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ آپ ان کی ڈگریاں اٹھائے پھریں گے لیکن آپ کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ پہلے انہیں recognizedکروانا پڑے گا اور وہ کہیں گے کہ یہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کہاں سے آ گئی؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ یونیورسٹی کا نام changeکر دیں گے اور اس کی ڈگری کو نئے سرے سے دنیا میں recognized کرانا پڑے گا۔ یہ نام changeکرنا کوئی اتنا معمولی matterنہیں ہے کہ آپ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کی رائے کے برعکس محض اپنی کثرت رائے سے فیصلہ کر دیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب! وزیر صاحب کی یقین دہانی کے بعد اسے next session کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں۔ دیکھیں ناں انہوں نے requestکی ہے۔ میرے خیال میں next sessionمیں جو پہلا منگل آئے گا اس میں انشاءاللہ take upکریں گے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جیسے لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ desire of the Governmentاور desire of the Houseکو inlineکیا جائے۔ جب یہ بل کمیٹی سے پاس ہوا تھا تو اس وقت سے لے کر اب تک آٹھ نو مہینے ہو گئے ہیں۔ اس وقت

لودھی صاحب کے پاس ٹائم تھا کہ جب ان کو یہ پتا چل گیا تھا کہ کمیٹی نے یہ بل پاس کر دیا ہے اور House نے بھی اس بل کو پاس کرنا ہے تو یہ آٹھ نو مہینے کیا کرتے رہے؟

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب! اس کو ایک دفعہ pending کر دیتے ہیں۔ یہ اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! پیر صاحب کے نام پر کسی بڑے چوک کا نام رکھ دیں۔ کسی بڑی سڑک کا نام رکھ دیں۔

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

MR CHAIRMAN: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005, Bill No 20 of 2005 Mr Tanveer Ashraf Kaira may move it.

MR TANVEER ASHRAF KAIRA: I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2005."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2005."

Any member or any Minister may oppose it.

LAW MINISTER AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! کچھ عرصہ پہلے حکومت پنجاب نے ایک انتظامی حکم کے ذریعے موٹر سائیکل سواروں کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی قرار دے دیا تھا۔ نہ جانے اس کے پیچھے کیا حکمت عملی تھی؟ لیکن بہرحال اس انتظامی حکم نے غریب موٹر سائیکلسٹ کو مشکل میں ڈال دیا۔

اصل صورتحال یہ ہے کہ 1965 کے آرڈیننس میں 1978 کے ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے دفعہ A-89 کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت ہیلمٹ پہننا لازمی قرار دیا گیا تھا لیکن اس کی خلاف ورزی پر کوئی سزا نہ رکھی گئی۔ اب دفعہ A-89 کے عملدرآمد کے لئے یہ انتظامی حکم جاری کیا گیا کہ اس انتظامی حکم کو عدالت میں بھی چیلنج کیا جا چکا ہے۔ عدالت نے حکومت سے اس پر جواب مانگا ہے کہ حکومت اس پر اتنی سختی سے عملدرآمد کیوں کروانا چاہتی ہے جس کا جواب ابھی تک حکومت عدالت میں نہیں دے سکی۔

جناب والا! میں ایک رپورٹ یہاں اسمبلی کے سامنے لانا چاہتا ہوں جس میں امریکہ کی ان ریاستوں کا موازنہ ہے جہاں پر ہیلمٹ کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور کچھ ایسی ہیں جہاں پر لازمی قرار نہیں دیا گیا۔ امریکہ کی 51 میں سے 26 ریاستیں ایسی ہیں جہاں پر ہیلمٹ پہننا لازمی ہے اور 25 ایسی ہیں جہاں پر لازمی نہیں ہے۔ ایک سٹڈی جس میں موٹر سائیکل کے ایکسیڈنٹ کے اعدادوشمار میرے پاس ہیں۔ جن 26 ریاستوں میں ہیلمٹ پہننا لازمی ہے وہاں پر 2352293 ایکسیڈنٹ ہوئے اور جہاں پر لازمی نہیں ہے وہاں پر 1497923 ایکسیڈنٹ ہوئے لیکن جو شرح اموات 26 ریاستوں میں 2.98 فیصد اور جہاں پر لازمی نہیں ہے وہاں پر 2.9 فیصد ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دونوں طرح کی ریاستیں جہاں لازمی ہے اور لازمی نہیں ہے وہاں پر تقریباً شرح اموات برابر ہے اس لئے ہیلمٹ ایک حفاظت کے لئے ہے۔ ہیلمٹ کے کچھ فوائد بھی ہیں اور اس کے کچھ risk بھی ہیں۔ بعض جگہ پر ہیلمٹ موت کی وجہ بنتا ہے۔ کئی ایسے واقعات ہیں کہ جب ایک شخص نے ہیلمٹ پہنا ہو تو سوار کی گردن ٹوٹ گئی۔

جناب سپیکر! میں آئین پر مکمل یقین رکھتا ہوں۔ آئین کے مطابق مجھے یا کسی بھی موٹر سائیکل سوار کا right to choose ہے اور یہ میرا آئینی حق ہے، کسی بھی موٹر سائیکل سوار کی اپنی مرضی پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایکسیڈنٹ سے کیسے protect کرتا ہے۔ جس طرح کاروں میں ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے مطابق air bags اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ کسی بھی شخص کی حفاظت ہو سکے لیکن R&D نے یہ ثابت کیا ہے کہ بعض ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جہاں پر وہ موت کی وجہ بھی بن جاتے ہیں اس لئے عام شہری کا حق ہے اور اس گرم موسم میں جیسا کہ ہمارے ملک میں گرم موسم میں ہیلمٹ پہننا بہت مشکل ہے اس کے لئے حکومت کو ضرور چاہئے کہ وہ عوام کے لئے ایسی مہم چلائے کہ جہاں پر حفاظتی اقدامات کے لئے آگاہی ہو لیکن ان پر یہ پابندی لازمی نہیں ہونی

چاہئے اور انہیں سزائیں نہیں دینی چاہئیں اور ایسے حکم نہیں دینے چاہئیں۔اس لئے میری گزارش ہے کہ میرا بل کمیٹی کو بھجوایا جائے۔

جناب چیئر مین: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور میں نے جناب سپیکر سے درخواست بھی کی تھی اور انھوں نے اس کو پچھلے اجلاس میں کر بھی دیا تھا لیکن اجلاس چونکہ ختم ہو گیا اس لئے میں بھی اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! دوسرے ملکوں میں جہاں پر ہیلمٹ کی پابندی ہے وہاں پر موٹر بائیک کا تصور پاکستان سے مختلف ہے۔ وہ وہاں پر جو موٹر بائیک استعمال کرتے ہیں۔ وہ دو دو ہزار، چھ چھ ہزار ہارس پاور کی ہوتی ہیں جو گاڑیوں سے بھی مہنگی ہوتی ہیں اور وہ موٹر وے یا ہائی وے پر چلائی جاتی ہیں۔ان کے لئے انھوں نے یہ پابندی لگائی ہوئی ہے کہ وہ بغیر ہیلمٹ کے موٹر سائیکل نہیں چلا سکتے۔ وہاں پر ہیلمٹ کا باقاعدہ لاء ڈیپارٹمنٹ اور ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں نمونہ موجود ہوتا ہے اور وہ باقاعدہ اس کی منظوری دیتے ہیں پھر وہ ہیلمٹ استعمال ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں صورتحال یہ ہے کہ جو ہیلمٹ یہاں پہنا جاتا ہے اسے پہن لیں تو نہ پیچھے نظر آتا ہے، نہ دائیں نظر آتا ہے اور نہ بائیں سے کچھ نظر آتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں یہ کہوں گا کہ لوگوں کے لئے یہ ایک عذاب مسلط کر دیا گیا ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کی حفاظت کے لئے ہے لیکن سینے پر چوٹ لگنے سے بھی لوگ مر جاتے ہیں اور ٹانگیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔اس طرح تو پھر ٹانگوں کے لئے بھی safe gaurd بنوانا پڑے گا،اس کے لئے بھی قانون لاگو کرنا پڑے گا۔ اس وقت گرمی نہیں ہے لیکن گرمیوں میں ہیلمٹ پہن کر لوگوں کا برا حشر ہوا ہے۔یہاں پر راجہ صاحب نہیں تھے تو میں نے یہ کہا تھا کہ خدا کے لئے کسی وزیر کو یا کسی House کے فاضل ممبر کو گرمیوں میں ہیلمٹ پہنا کر صرف دو منٹ کے لئے دھوپ میں کھڑا کر دیں اور پھر اس کی زندگی کی ضمانت بھی کسی سے مانگ لیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی بیوروکریٹ یا کوئی اور آدمی ہیلمٹ بنا لیتا ہے تو پھر وہ ایک انتظامی آرڈر یہاں سے کروا لیتا ہے اور لوگوں کے پیچھے لٹھ لے کر حکومت اور

پولیس پڑ جاتی ہے کہ ہیلمٹ پہنو۔اب لوگوں نے سروں پر کیا ڈالا ہوا ہے؟ کسی نے سر پر کوئی پیپار کھا ہوا ہے، کسی نے فائر بریگیڈ کا ٹوپ رکھا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے اپنے بچوں کے ہاتھ میں ہیلمٹ پکڑایا ہوتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ بے جا پابندی ہے۔

جناب چیئرمین! پولیس کیا کرتی ہے؟ اکثر لوگوں نے ہیلمٹ نہیں پہنا ہوتا، جن لوگوں سے انھوں نے پیسے لینے ہوتے ہیں اس کو وہ کھڑا کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاغذ ہیں، لائسنس ہے، اگر یہ سب کچھ ہو تو پھر کہتے ہیں کہ ہیلمٹ نہیں پہنا اور اس وجہ سے لوگوں کے لئے پریشانی بنتی ہے۔ میں آپ سے اور حکومت سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے یہ جو انتظامی آرڈر ہو گیا ہے، آپ نے دے دیا ہے اس پر اگر آپ ضرور عمل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو موٹروے یا ہائی وے یا موٹر بائیک چلانے والے لوگوں کے لئے اس پر پابندی لگائی جائے لیکن عام محلوں میں، سڑکوں پر یا شہروں میں اور چھوٹی چھوٹی گلیوں میں اس پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔ یہ لوگوں کے لئے بڑے عذاب کا باعث بنا ہوا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، کیانی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب چیئرمین! اس عید پر میرے کزن کا بیٹا اور اس کے ساتھ تین چار بچے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ مری روڈ پر ان کا حادثہ ہوا، جنگلے میں لگے اور ایک کا سارا منہ شدید زخمی ہو گیا۔ یہ ہیلمٹ آپ کی safety کے لئے ہے، ہم اس کو improve کر سکتے ہیں ہیڈ انجری سے تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے لیکن ٹانگ سے بچ جائے گا، مرے گا نہیں مگر ہیڈ انجری سے وہ کوما میں چلا جاتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کو ختم نہ کریں we can improve upon it in consultation with the Transport Department because the head injury,I tell you. کہ جب میں نے عید پر اس بچے کو دیکھا تو مجھ سے دیکھا نہیں گیا۔ ہیلمٹ تو ایک کے لئے ہے لیکن وہ بچاؤ کے لئے تو ہے۔

وزیر چیف منسٹر معائنہ ٹیم، عمل درآمد و رابطہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر چیف منسٹر معائنہ ٹیم، عملدرآمد و رابطہ: جناب چیئرمین! یہ safety precautions پوری دنیا میں ہوتی ہیں جو اپنے environment اور اپنی سپیڈ کے مطابق ہوتی جاتی ہیں۔ جتنے بھی یہ

سٹیل ہیلمٹ بنتے ہیں اگر میں امریکہ کی بات کروں تو وہ اپنی سڑکوں، اپنی سپیڈ اور موٹر سائیکل یا جو گاڑیاں ہیں اس کے مطابق وہ safety precautions دیتے ہیں۔ وہاں کا موسم مختلف ہے، وہاں پر اگر گرمی بھی پڑتی ہے تو اتنی گرمی نہیں پڑتی جس طرح پاکستان میں پڑتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اوپر overseers لگے ہوتے ہیں تاکہ اگر آپ کی سپیڈ زیادہ ہو تو آپ اس کو pull down کر کے ہوا کے effect سے بچ سکتے ہیں اور آپ موٹر سائیکل کو اچھے طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ یہاں پر جب یہ قانون پاس ہوا تو دنیا کے ہیلمٹ ہر جگہ سے پاکستان میں آنے شروع ہو گئے، چائنہ سے لے کر امریکن، یورپین ہیلمٹس آنے شروع ہو گئے۔ زیادہ تر ان کے ہیلمٹس ہمیں suit نہیں کر رہے تھے، ہماری سپیڈ یا ہماری ٹریفک کے مطابق وہ suit نہیں کر رہے تھے۔ میری request تو یہ ہو گی کہ اس قسم کے جب قانون پاس ہوتے ہیں، پہلے ہمیں اپنے environment کی production کو دیکھنا ہو گا اس لئے کہ پہلے ہم نے پاکستان میں ہیلمٹ اپنی سپیڈ، روڈز، ٹریفک کے مطابق ڈیزائن کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بگو صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کہ اگر ہم نے اس کو لاگو کرنا ہے تو سب سے پہلے ہم ایک ہیلمٹ کو ڈیزائن کریں، اس کو approve کریں۔ ایک دفعہ approve ہوتا ہے اس کے بعد اس کو لاگو کر دو۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ اس قانون کو پبلک فی الحال accept نہیں کر رہی اگر ایک قانون کو accept نہیں کر رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم عارضی طور پر suspend کر دیں اور اس کے لئے ایک ہیلمٹ ڈیزائن کر لیں اور اس ہیلمٹ کو approve کر کے جو کہ ہمارے weather environment کے مطابق ہو اس کے بعد اس کو کریں تو پھر ٹھیک ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واقعتاً اس معاملے سے بعض لوگوں کو تکلیف بھی ہے، اس کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو جتنا غور سے دیکھ لیا جائے اتنا مناسب ہے۔ لیکن میں نے oppose صرف اس حوالے سے کیا تھا کہ چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے اور عدالت میں زیر سماعت ہے۔ کورٹ سے یہ معاملہ decide ہو جائے، میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ جب حکومت اس سلسلے میں اپنا موقف لے کر آئے گی تو ہم اپنے بھائیوں کو اعتماد میں لے کر اس اسمبلی میں باقاعدہ اس پر بات کر کے غور کر سکتے ہیں لیکن فی الحال یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

جناب چیئرمین: ہائی کورٹ نے کوئی stay order جاری کیا ہے کہ ان لوگوں کو نہ پکڑا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری صرف استدعا یہ ہے کہ اپیل ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ Let the court decide جو بھی عدالت کا فیصلہ ہو گا اس کے مطابق پھر ہم قانون سازی کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس وقت سوال یہ ہے کہ یہ بل کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور کمیٹی اس کو consider کر کے اپنی رپورٹ House کو recommend کرے۔ اگر کوئی بھی معاملہ عدالت میں پینڈنگ یا زیر سماعت ہے تو اسمبلی کو قانون سازی سے نہیں روکا جا سکتا۔ یہ ایک constitutional right ہے یہ کسی عدالت کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی legislative ادارہ کو قانون سازی سے روکے اس لئے جو معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے اس معاملے کا قطعی طور پر اس بل کی movement پر کوئی اطلاق نہیں ہوتا۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کو اس طرح سے interpret کر رہے ہیں۔ اس بل کا consider کیا جانا، اس کا کمیٹی کو refer کیا جانا قطعی طور پر اس معاملے سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں پینڈنگ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اگر یہ بنانا ہے تو یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے یا اس بل کو pending کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ عدالت میں معاملہ زیر سماعت ہے، میں نے stay order کی بات نہیں کی۔ کورٹ کی observations بھی آ جانے دیں۔ عدالت کی طرف سے جو حکم ہو گا اور جو اس ایوان کی رائے ہو گی، وہی ہو گا۔ میں نے وہ بات بھی کی ہے کہ اسمبلی میں گورنمنٹ بھی اس کو لے کر آ سکتی ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے عوامی مفاد کی بات کی ہے اور اس کو بہتر بنانے کی بات کی ہے۔ میں نے تو اس حوالے سے oppose کیا ہے کہ جب ہم اس کو ایوان میں لے کر آئیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہتر انداز میں لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کے سپرد کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہم نے oppose کیا ہے، گورنمنٹ بھی اس کو لا سکتی ہے اور ہم بہتر انداز میں اس کو لائیں گے لیکن عدالت کا ایک دفعہ فیصلہ آ جائے پھر ہم لے آئیں گے۔ آپ House کی رائے لے لیں۔

جناب چیئرمین: House سے پوچھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! نہیں۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ محترم لاء منسٹر صاحب کافی سمجھدار ہیں اور قانون کو بھی جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس بل کو oppose کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کی منشاء یہ ہے کہ یہ بل کمیٹی کو refer نہ کیا جائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ ایوان کی رائے لے لیں میں نے oppose کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ آپ نے اس کو oppose کیا ہے اور آپ یہ نہیں چاہتے کہ یہ کمیٹی کو refer ہو لیکن میری آپ سے یہ request ہے کہ آپ اس کو اس بنیاد پر oppose نہ کریں کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے لہذا اس کو consider نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو پھر آپ اس House کے rights پر compromise کر رہے ہیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں وہاں پر جو معاملہ pending ہے اس بنیاد پر اس بل کی پیشرفت کو نہیں روکا جا سکتا۔ یہ اس House کا حق ہے، اس کے حق پر ہم کسی طور پر compromise کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ اس بل کو ویسے ہی oppose کرنا چاہتے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ یہ بل کمیٹی میں نہ جائے تو آپ otherwise اس کو oppose کریں، کورٹ کی بنیاد پر oppose نہ کریں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے oppose کیا ہے۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

> That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicals (Amendment) Bill, 2005.

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میری request سن لیں۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! question move ہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ اس House کے حقوق کو compromise کرنے کی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب تک لاء منسٹر صاحب نے کوئی argument ہی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: compromise آپ نے چیمبر میں کر لینا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے کوئی argument ہی نہیں دیا۔ انہوں نے اسے oppose اس بنیاد پر کیا ہی نہیں کہ اس کو oppose کر رہے ہیں۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ یہ معاملہ pending ہے۔ آپ rights پر compromise نہ کریں اور ویسے ہی اس کو oppose کریں اور یہاں کوئی arguments دیں۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

> That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicals (Amendment) Bill, 2005.

(The motion was lost)

جناب چیئرمین: اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔

(اذان ظہر)

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم قرار دادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ کی طرف سے ہے۔

مسلم فیملی لاز کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ترمیم

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں

اس طور پر ترمیم کردی جائے۔

کالم نمبر5۔اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے بیوہ ہے یامطلقہ ہے"؟اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ /مرحوم خاوند/ خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے۔"

کالم نمبر 21۔ دولہا سے متعلق کالم نمبر 21 میں درج ذیل نئی شق (الف)کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق "ب" شمار کیا جائے۔

"(الف)آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے، اگر ایسا ہے تو سابقہ /مرحوم بیوی /بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ!

اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اس طور پر ترمیم کردی جائے۔

کالم نمبر5۔اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے یا بیوہ ہے یامطلقہ ہے؟"اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ /مرحوم خاوند/ خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے"

کالم نمبر21۔دولہا سے متعلق کالم نمبر 21 میں درج ذیل نئی شق (الف) کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق "ب" شمار کیا جائے۔

"(الف)۔آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے، اگر ایسا ہے تو سابقہ /مرحوم بیوی /بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میں اس کو ایک لاء پوائنٹ سے oppose کرنا چاہتا ہوں اور اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ اس میں جو یہ درج ہے کہ حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں ترمیم کرنا مقصود ہے۔یہ House جس معاملہ میں

legislationکر سکتا ہے تو اس معزز ممبر کو بل لانا چاہئے یا یہ House خود ہی اپنے آپ کو ایک قرارداد کے ذریعے سفارش کر سکتا ہے؟

جناب چیئر مین: بل بھی آسکتا ہے اور قرارداد بھی آسکتی ہے۔اس کے علاوہ رولز میں ترمیم اسمبلی نہیں کر سکتی، حکومت کر سکتی ہے آپ فیملی ایکٹ ملاحظہ فرمالیں۔ ہم قانون سازی نہیں کر رہے، رولز کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین!میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ گورنمنٹ کو پابند کر دیں کہ وہ اس کے اتنے دنوں میں رولز بنا کر دیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔رولز تو پنجاب گورنمنٹ نے بنانے ہیں اس کے لئے آپ ان کو ڈائریکشن دیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین!صوبائی حکومت اس بات کی مجاز ہے کہ وہ اپنے زیر تسلط علاقے میں رولز وضع کرے۔یہ رولز 11(2) کے تحت وضع کئے گئے ہیں اور یہ صوبائی حکومتوں کے وضع کردہ ہیں اس لئے صوبائی حکومت اس میں ترمیم کر سکتی ہے۔رانا ثناء اللہ خان نے جو بات کی ہے کہ اس پر بل آئے تو میں عرض کروں گی کہ اس کے لئے legislationکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔رولز میں ترمیم کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ ایک سمری move کرے گا اور پھر یہ رولز وضع ہوں گے۔اس سلسلہ میں legislationکے لئے اسمبلی میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین!پنجاب میں آپ اس کے رولز وضع کر دیں گے اگر کوئی ممبر یا کوئی پنجاب کا شہری پشاور میں جا کر نکاح کرے گا تو وہ کیسے implement کریں گے؟ تمام صوبوں میں uniformity ہونی چاہئے۔آپ صرف پنجاب کے لئے تو نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: یہ تو پنجاب کی بات کر رہی ہیں اور ہم پنجاب کی بات یہاں کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین!ہماری رائے یہ ہے کہ چلیں آپ اس کو پنجاب کی حد تک کر لیں۔وہاں پر proforma کچھ اور ہے اور یہاں پر کچھ اور۔ہماری آپ سے درخواست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جب رولز بنانے ہیں تو آپ قرارداد کیوں لا رہے ہیں؟آپ وزیر قانون کو ڈائریکشن دیں کہ ایک مہینے میں یا اتنے دنوں میں اس کے رولز بنائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ تو یہ قرارداد پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لائی ہیں۔آپ مجھے قرارداد پڑھنے دیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اس طور پر ترمیم کر دی جائے۔"

کالم نمبر5۔ اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے یا بیوہ ہے یا مطلقہ ہے" اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ /مرحوم خاوند / خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے"

کالم نمبر 21۔دولہا سے متعلق کالم نمبر21 میں درج ذیل نئی شق (الف) کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق (ب) شمار کیا جائے۔

"(الف) آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے اگر ایسا ہے تو سابقہ /مرحوم بیوی / بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: چیئر کی ڈائریکشن ہے کہ اس کے رولز جلد بنا کر بھیجے جائیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین! 1961 میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا اس آرڈیننس میں جو نئی بات شامل کی گئی تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ !آپ کی قرارداد منظور ہو گئی ہے۔آپ تشریف رکھیں یہ دوسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد ٹیکس کا خاتمہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد State Duty Tax فوراً ختم کیا جائے۔"

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد State Duty Tax فوراً ختم کیا جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE: I oppose it Sir

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب! آپ اس پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! بات یہ ہے کہ سٹیٹ بنک کو ٹیکس کلکٹر کا کردار ادا نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے ہی deposits کے اوپر 10 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے depositors ہیں اور خاص طور پر پنشنرز اور بیواؤں کی پرنسپلز amount کا بھی انہی چکروں میں اسی طرح بنکوں نے صفایا کر دیا ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے چھ سالوں میں بنکوں نے لوگوں کو اپنے deposits کے against کیا دیا؟ بڑے بنکوں نے ایک فیصد، چھوٹے چھوٹے بنکوں نے 3/4 فیصد اور لیا گیا 15 اور 16 فیصد۔ اب لی جانے والی اس ڈیوٹی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بزنس کمیونٹی کو یہ message دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنا پیسا باہر رکھیں اور turn over بنکوں کے تحت نہ لائیں تاکہ لوگوں کو یہ موقع ہی نہ ملے کہ بزنس کو flourish کر سکیں اور دوسری طرف چوروں اور ڈاکوؤں کو یہ موقع ملے کہ جب پیسا باہر رہے گا، لوگ بزنس کمیونٹی بنکنگ کا سیکٹر استعمال نہیں کریں گے تو وہ بھی مزے کریں گے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ محترم فنانس منسٹر نے اس کو کس طرح oppose کیا ہے یا ان کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ میں اس ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں بلکہ معزز ممبران کو شاید پتا ہو گا کہ کرنٹ اکاؤنٹس پر بنک کچھ نہیں دے رہے اور جب کرنٹ اکاؤنٹس پر بنک کچھ نہیں دے رہے اور کروڑوں اربوں روپے کا اس میں deposits پڑا ہوا ہے یا تو یہ ایوان بنکوں کو یہ کہے، یہاں سے resolution جائے کہ اگر آپ نے یہ ڈیوٹی بھی لینی ہے تو کرنٹ اکاؤنٹس کے تحت لوگوں کو پیسا دیں اور اس ڈیوٹی کا کیا جواز ہے؟ جبکہ آپ ہی کا پیسا ہے اور آپ نے جمع کروایا اور اگلے دن نکالا اور آپ پھر پیسا دیں۔ اگر آپ نے ایک کروڑ روپے کی transaction کی تو آپ پہلے بنک کو 10 ہزار روپے دیں اور وہ گورنمنٹ کو دیں جبکہ آپ پہلے ہی اپنے profit کے against 10 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس دے رہے ہیں، زکوٰۃ علیحدہ دے رہے ہیں تو میری رائے یہ ہے کہ یہ ٹیکس ظالمانہ ہے اور ہمیں پنجاب اسمبلی اور پورے ایوان سے بزنس کمیونٹی کو یہ message دینا چاہئے کہ ہاں ہم آپ کی تکلیف میں شامل ہیں اور اس کو ہم محسوس

کرتے ہیں اور ہم آپ کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو واپس لیا جائے تاکہ ہم اپنے طور پر پنجاب میں ایک اچھی رائے پیش کریں۔لوگوں کو بنکنگ سیکٹر سے فائدہ ہو۔

جناب چیئر مین: جی، وارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: شکریہ۔جناب چیئر مین!صورتحال یہ ہے کہ میرے بھائی نے قرارداد پیش کی جسے فنانس منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے ذہن میں بھی کچھ چیزیں ہوں گی لیکن میں اپنے بھائی کی قرارداد کو اس حوالے سے second کرتا ہوں کہ میں ریٹائرڈ بینکر ہوں اور اس حوالے سے میں کچھ چیزیں جانتا ہوں۔بعض decision ایسے ہوتے ہیں کہ decision کرتے وقت کچھ نادان دوست، کچھ نادان مشیر ہماری حکومت سے کچھ ایسے فیصلے کروا دیتے ہیں جو بعد میں پوری قوم کے گلے پڑ جاتے ہیں اور پوری قوم کو نقصان ہوتا ہے اور میں اپنے دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہ ان کی نیت یہ نہیں تھی لیکن ان سے بھی نادان دوستوں نے کروایا۔آپ کو یاد ہوگا کہ فارن کرنسی اکاؤنٹ freeze ہوئے جس نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا تھا جتنا ہماری قوم کی اکانومی کو نقصان پہنچایا تھا۔ just like that یہ decision کہ ہر 25000 روپے کے بعد روزانہ آپ کرنٹ اکاؤنٹ سے نکالیں گے، دوسرے اکاؤنٹ سے نکالیں گے اتنی کٹوتی ہوگی۔یقین مانیں کہ یہ ہماری اکانومی کا گلہ گھونٹنے کے مترادف ہے کہ آپ لوگوں کو یہ ترغیب دے رہے ہیں کہ آپ لوگ بزنس illegal way سے کریں اور illegal mean سے کریں۔اب حالت یہ ہے کہ لوگ گھروں میں پیسا نہیں رکھ سکتے کیونکہ چور، ڈاکو، لٹیرے ادھر آ جاتے ہیں اور اگر بنکوں میں رکھتے ہیں تو اوپر سے وہ اور اگر turn over کرتے ہیں تو ادھر سے کٹوتی شروع ہو جاتی ہے۔

جناب والا! میرے بنکنگ کے تجربہ کے حساب سے یہ فیصلہ کسی طور پر بھی ہماری قوم کے حق میں نہیں ہے۔یہ amount جو collect کی جا رہی ہے یہ بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور میرے بھائی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ پنجاب حکومت، ہماری اسمبلی، اور ہم کچھ نہیں کر سکتے تو یہ ایک message ضرور اپنے تاجر بھائیوں کو دیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کا موقف مرکز تک پہنچانے جا رہے ہیں۔میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ ہم کسی فیصلے کی پوزیشن میں نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو صرف قرارداد پاس کرنی ہے اور یہ قرارداد انتہائی اہم ہے۔مرکز میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو صرف یہ کہنا ہے کہ آپ اس بارے میں کچھ سوچیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں ایک پوائنٹ کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں فنانس منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے oppose کیا تو مجھے یہ بتا دیں کہ کیا وجہ ہے کہ سٹیٹ بنک سے بڑے بنکوں نے بھی اپنی liquidity کو بچانے کے لئے ابھی قرضہ لیا ہے اور وہ کس ریٹ پر لینا پڑا ہے؟ دوسرا یہ کہ کراچی انٹر بنک ریٹ اگر 9 فیصد چل رہا ہے تو پبلک کو کیوں نہیں دیا جا رہا اور تیسرا یہ کہ سٹیٹ بنک سے پیسا لے کر بزنس کمیونٹی کو 16 فیصد پر دے رہے ہیں۔ depositors کو 4 فیصد دینا نہیں چاہتے، وہ پیسا اس لئے بنکوں میں اب نہیں رکھنا چاہتے کہ وہ اگر دیں تو ایک فیصد ڈیوٹی لگتی ہے۔ انہوں نے جو oppose کیا تو مجھے یہ بتائیں، نہیں تو میں ابھی ایوان کو بتاتا ہوں کہ بنکوں کو کتنا پیسا لینا پڑا ہے، بنک تو اس طرح سے بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئر مین: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! میں شیخ علاؤالدین صاحب کو اس انتہائی اور پبلک کے issue پر قرارداد پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایک عرصے بعد حکومتی بنچوں سے پبلک کے grievances کو دور کرنے کے لئے بہت اچھی قراداد پیش کی گئی ہے۔ میں گورنمنٹ بنچز کے تمام ممبران سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ہمیں متفقہ طور پر منظور کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بنکوں نے اس وقت ایک لوٹ مار مچائی ہوئی ہے اور اس کو روکنے کے لئے حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ہمیں اپنی رائے حکومت تک پہنچانی چاہئے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت آپ کو اپنے پیسے جمع کروا کر اس کی چیک بک کے بھی پیسے دینا پڑتے ہیں اور ہر چیز کے سروس چارجز الگ لیتے ہیں۔ انہوں نے رقم ٹرانسفر کرنے کے rates اتنے بڑھا دیئے ہیں اور بغیر پوچھے بڑھا دیئے ہیں اور خود بخود ہی بڑھاتے رہتے ہیں اور اگر ایک خاص amount سے کم ہو جائے تو پھر اس کے بھی پیسے کاٹنے شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے بنک کے ایک آڈیٹر نے خود یہ کہا کہ جب ہم interest calculate کر کے جمع کرتے ہیں تو اس میں اگر غلطی سے زیادہ جمع ہو جائے تو وہ ہم واپس لے لیتے ہیں لیکن اگر کم جمع ہو جائے تو ہم اس کو

مزید credit نہیں کرتے یہ بنک کے رولز میں موجود ہے۔

جناب والا! بنک بد دیانتی کو فروغ دے رہے ہیں اور پھر اوپر سے 25 ہزار سے اوپر ہر دفعہ ان کا میٹر on کر دیا گیا ہے اور بنک اس ملک کی اکانومی کو تباہ کریں گے اور آپ روزانہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہاں انڈسٹریل سٹیٹس بنیں اور یہ بنیں تو اس کے راستے میں یہ بنک سب سے بڑی رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں اس لئے میں پورے House سے درخواست کرتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب اپنی رائے اپنی حکومت کے حق میں استعمال کرنا چاہتے ہیں تو وہ ضرور اکیلے کریں لیکن باقی سارے House سے اور راجہ بشارت صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ضرور منظور کریں تاکہ پبلک کی آواز حکومت کے ایوانوں تک پہنچائی جاسکے۔

جناب چیئرمین: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ان پانچ سالوں میں پاکستان میں ہر چیز زوال پذیر ہوئی ہے اور ہر چیز، ہر انسٹی ٹیوشن اور ہر ادارے کا بیڑا غرق ہوا ہے سوائے بنکوں کے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بنکوں کا باوا آدم ہمارے ملک کا Prime Minister ہے وہ جب یہاں پر بطور وزیر خزانہ امپورٹ ہوئے تو یہ ساری بنک کی پالیسیاں اور بنکوں کو موٹا کرنے کے لئے اور یہ زمینوں کا بحران اور لوگوں کی جو پنشنیں ضبط ہوئیں جب بنک نے اپنے ریٹس کم کئے تو لوگوں نے اپنے پیسے بنکوں سے نکال کر زمینوں پر لگائے اور زمینوں کے مافیا نے ان کی ساری زندگی کی پونجی کا صفایا کر دیا۔ یہ بھی اسی کا شاخسانہ ہے آپ دیکھیں کہ بنکوں نے کیا کیا ہے؟ بنکوں نے پورے پاکستان کا ٹریفک نظام برباد کر کے رکھ دیا۔ جھونپڑی والوں ریڑھی والوں کو گاڑیاں لیز پر دی ہیں اور کوئی limitation نہیں ہے جو آدمی ان کو دس ہزار روپے دیتا ہے اس کو وہ گاڑی لیز پر دے دیتے ہیں اور وہ سارا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ماسوائے ایم۔پی۔ایز حضرات کے۔

جناب ارشد محمود بگو: ہاں، ماسوائے ایم۔پی۔ایز حضرات کے تو میں یہ کہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو قرارداد اس House میں پیش کی ہے میرے پیسے ہیں میں بنک میں جمع کروا رہا ہوں میں جب لینے جاؤں گا تو 0.1 فیصد کی اس میں کٹوتی کر دیں گے۔ ہم تو متوسط طبقے کے، مڈل کلاس کے لوگ ہیں بزنس مین کو تو شاید کوئی فرق نہ پڑے لیکن عام لوگوں کے لئے بڑا مسئلہ ہے۔ اب میں اگر 25 ہزار روپے نکلواؤں گا تو اس پر سے 0.1 فیصد کٹوتی ہو جائے گی بنک مجھ سے زبردستی لے لے گا تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس House کا message جس طرح احسان اللہ

وقاص صاحب اور وارث کلو صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم یہاں پر پنجاب کی عوام کو protect کرنے کے لئے آئے ہیں تو یہ ظلم بند ہونا چاہئے اور یہ قرارداد متفقہ طور پر سنٹرل گورنمنٹ کو جانی چاہئے۔ ویسے جب سے یہ House وجود میں آیا ہے ہماری کوئی چالیس کے قریب قراردادیں یہاں سے پاس ہو کر وہاں گئی ہیں لین جوان کا حشر ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے لیکن ہماری ڈیوٹی اور فرض ہے وہ ہم اپنے گلے سے اتار دیں گے اور لوگوں کو یہ پیغام مل جائے گا کہ ہمارے نمائندے ہماری مشکلات اور ہماری تکالیف کا احساس کرتے ہیں اور اس پر بات بھی کرتے ہیں تو میں فنانس منسٹر سے درخواست کروں گا کہ اس کو oppose نہ کریں، اس کو سنٹرل گورنمنٹ کے پاس جانے دیں اگر وہ کرنا چاہتے ہیں تو پانچ لاکھ پر کر لیں، ویسے تو کرنا ہی نہیں چاہئے بزنس کا بیڑا غرق ہو جائے گا، اس message کو آگے جانا چاہئے اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر اس House سے پاس کر کے وہاں بھیجنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے میری as a Chair بات سن لیں۔ میں وزیر خزانہ کو حکم دیتا ہوں کہ یہ قرارداد اپنی طرف سے لے کر آئیں اور یہ قرارداد House میں ضرور آنی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں ایک عرض ضرور کروں گا کہ انڈین پارلیمنٹ میں جواب بجٹ پیش ہوا تھا، وہاں یہ ہوئی۔ میں اب نام نہیں لوں گا جس نے یہاں پاکستان میں ٹیک اپ کی اس کو بزنس کی الف ب کا بھی پتا نہیں تھا اس نے ٹی۔وی پر دیکھا کہ یہ وہاں پر move ہوئی ہے اس کی opposition ہوئی، جب opposition ہوئی تو اسی وقت withdraw کیا بلکہ Prime Minister of India نے کہا کہ 'No' یہ بزنس کو hurt کرے گی اسی وقت withdraw ہوئی، یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! جب وزیر خزانہ لانے کو تیار ہیں۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس کو آنے دیں، اس کو متفقہ طور پر منظور کرتے ہیں، یہ آپ ممبر کو discourage کریں گے یہ حکومت کے ممبر نے پیش کی ہے اور یہ ایک اچھی قرارداد ہے۔ اس کو جانے دیں یہ ہماری طرف سے نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ جی، وزیر خزانہ! آپ بتائیں آپ assurance دیں کہ ہم دیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں جس طرح جناب نے حکم دیا ہے اور ہم معزز ممبر کی مشاورت، اپوزیشن کے اراکین کی مشاورت سے اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس کو لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں as a Chair میں اس کو own کروں گا، پیر کو session ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ صرف یہ بتادیں کہ اس میں آخر technically fault کیا ہے، یہ ذرا بتادیں؟

جناب چیئرمین: میں وزیر خزانہ کو کہتا ہوں کہ آپ اس کو تین دن کے بعد لا سکتے ہیں اور آپ اس کو لائیں گے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! ایک ممبر جو قرارداد لے کر آئے ہیں اس کو متفقہ طور پر پاس کرنے کی بجائے آپ نے حکم فرمادیا ہے کہ منسٹر صاحب اس کو دوبارہ پیش کریں۔ صرف یہ بتادیں کہ اس میں logic کیا ہے؟ آپ نے ایک بات کی ہے تو اس میں logic ہونی چاہئے، آپ اس چیئر پر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ اس لئے کی ہے، میں خود چاہتا تھا کہ یہ ہو جائے لیکن حکومت oppose کر رہی تھی۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! آپ ووٹنگ کرالیں۔

جناب چیئرمین: راجہ ریاض صاحب! کیا ووٹنگ سے آپ حکومت کو ہرا سکتے ہیں؟ میں نے اس لئے یہ کہا ہے کہ یہ پاس ہو جائے۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! بہت اہم معاملہ یہاں پر اٹھایا تھا آپ کے بنکوں پر سے لوگوں کا confidence اٹھتا جا رہا ہے ان کی قرارداد بڑی technical تھی اس کے بڑے دور رس نتائج تھے لوگ بنک میں پیسا جمع نہیں کراتے، گھر رکھتے ہیں۔ گھروں میں ڈکیتیاں ہوتی ہیں یا پھر پراپرٹیاں خریدتے ہیں۔ آپ کی اکانومی shatter ہو رہی ہے ہم اس لئے نہیں کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کسی چیز کو support کریں۔۔۔

جناب چیئر مین: رانا آفتاب صاحب! میری بات سنیں۔ حکومت اس کو oppose کر رہی تھی یہ اگر kill ہو جاتی تو یہ بہتر تھا یا جو میں نے direction دی ہے وہ بہتر ہے؟ شیخ صاحب! آپ اس میں شامل ہوں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! آپ نے کہہ دیا ہے کہ گورنمنٹ کا موقف آ جائے، گورنمنٹ ہمیں بتا دے کہ کیا وجہ ہے کہ وہ اس کو support نہیں کرتی یہ آپ نے قرارداد ہی بھیجنی ہے ناں۔

جناب چیئر مین: میں نے گورنمنٹ کو direction دے دی ہے اور اب میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: وزیر خزانہ، شیخ علاؤالدین کو ساتھ لے کر یہ قرارداد لائیں گے۔ جناب تنویر اشرف کائرہ تیسری قرارداد پیش کریں گے۔

فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کو رقوم کی واپسی

جناب تنویر اشرف کائرہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئر مین: اگلی قرارداد سید احسان اللہ وقاص کی ہے اس کو چودھری اصغر علی گجر پیش کریں گے۔

ڈیرہ غازی خان میں یونیورسٹی کا قیام

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: یہ قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے انہوں نے ارشد محمود بگو کو اختیار دیا ہے وہ اس کو پیش کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جیل سے متعلقہ ہے تو میری گزارش ہے کہ اس پر ہم already کام کر رہے ہیں اور گورنمنٹ نے فیصل آباد اور لاہور کے لئے کوارٹرز بنانے کی منظوری دی ہے، صرف فنڈز کی بات ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے صرف یہ استدعا کروں گا کہ اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے رکھ لیں اس میں صرف اتنی ترمیم کر دیں کہ "مرحلہ وار" لفظ لکھ لیں۔ میں اس کو oppose کرنا نہیں چاہتا۔ ہم اس کو already کر رہے ہیں، صرف فنڈز کی بات ہے کہ پورے پنجاب میں یکدم سے نہیں ہو سکے گا آپ صرف اس میں ایک لفظ "مرحلہ وار" لکھ دیں۔ آپ amendment لے آئیں، میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: اس کو next day پر pending کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے اجلاس کل صبح مورخہ 16-نومبر 2005 دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔